ہفت روزہ

خدّام الدّین

لاہور

بیاد
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۹ ستمبر ۱۹۸۳ء

یکے از مطبوعات انجمن خدّام الدّین ۞ لاہور

ہدیہ ۲/- روپے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ و تشریح — محمد سعید الرحمٰن علوی

مصائب اور پریشانیوں میں اسوۂ رسولؐ

اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ اَشْکُوْ ضُعْفَ قُوَّتِیْ وَقِلَّۃَ حِیْلَتِیْ وَھَوَانِیْ عَلَی النَّاسِ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ اَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ وَاَنْتَ رَبِّیْ اِلٰی مَنْ تَکِلُنِیْ اِلٰی بَعِیْدٍ یَّتَجَھَّمُنِیْ اَمْ اِلٰی عَدُوٍّ مَلَّکْتَہٗ اَمْرِیْ۔

امر واقعہ یہ ہے کہ انسان اپنی عملی زندگی میں اکثر و بیشتر مصائب و مشکلات کا شکار رہتا ہے۔ خاص طور پر راہ حق کے مسافروں کو بہت ہی زیادہ رکاوٹوں اور ہجوم و افکار کا شکار ہونا پڑتا ہے۔

حضرات انبیاء علیہم السلام کی سیرت مقدسہ اور ان کے بعد صحابہ کرام علیہم الرضوان کے حالات و واقعاتِ زندگی اس بات کا سب سے بڑا ثبوت ہیں۔ آقائے مدنی، قائدنا الاعظم، الاکرم محمد عربی صلوات علیہ وسلامہ کی حیاتِ مبارکہ پر غور کریں تو اعلانِ نبوت کے بعد مصائب و آلام کا ایک لامتناہی سلسلہ نظر آئے گا — آپؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ:۔

”دنیا میں سب سے زیادہ مصائب سے انبیاء علیہم السلام کو دوچار ہونا پڑتا ہے ان کے بعد ایمان و یقین کے اعتبار سے جو لوگ ان کے قریب تر ہوتے ہیں ان کا بھی یہی حال ہوتا ہے۔“ (مفہوم)

اور ایک دوسرے ارشاد میں ہے کہ:۔

”دنیا میں جتنی تکلیفیں مجھے دی گئیں اتنی کسی اور کو نہیں دی گئیں“

لیکن ایک بندۂ مومن مصائب و مشکلات اور ہجوم افکار سے پریشان ہو کر نہ جزع فزع کرتا ہے نہ اپنے مصائب و آلام کا بندوں کے سامنے رونا روتا ہے۔ وہ صبر و استقامت سے کام لے کر فریاد رسی کے لئے رب کائنات کے حضور سجدہ ریز ہوتا اور اسی سے درخواست و التجا کرتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی سیرتیں صحابہ و صلحاء امت کا اسوہ یہی ہے۔

جو دعائیہ کلمات اوپر نقل کئے گئے وہ زبانِ رسالت سے اس وقت نکلے جب آپؐ طائف کے شہر میں دشمنان اسلام کے ہاتھوں زخموں سے چور چور ہو گئے۔

سیرت رسولؐ اور خاص طور پر آپؐ کی دعوتی زندگی سے واقف حضرات سمجھتے ہیں کہ مکہ کی آبادی کے غالب عنصر کا معاملہ حضور علیہ السلام کے ساتھ مسلسل عداوت و دشمنی کا رہا۔ تو آپؐ اس خطہ کے دوسرے بڑے شہر طائف تشریف لے گئے شاید کہ وہاں کے لوگ دعوتِ حق کو قبول کر کے اپنے انجام کی فکر کریں لیکن رؤسا طائف نے جو معاندانہ رویہ اختیار کیا اور جس طرح کی بدتمیزی اور بے راہروی کا مظاہرہ کیا قریب تھا کہ اس پر آسمان گر پڑے اور زمین شق ہو کر ان انسانیت دشمن لوگوں کو نگل لے لیکن اللہ تعالےٰ کا آخری نبی ان صبر آزما حالات میں اس طرح گویا ہوتا ہے:۔

اللھم الیک اشکو الخ۔

جس کا ترجمہ یہ ہے:۔

(باقی پر)

باتیں اُن کی یاد رہیں گی — حضرت لاہوریؒ کے ارشاداتِ عالیہ کا مسلسل انتخاب

فلسفہ عید قربان

قربانی کی ابتداء

قرآن حکیم سے معلوم ہوتا ہے کہ نسل انسانی کا بیج جب سے سطح دنیا پر بویا گیا ہے اسی وقت سے یہ مبارک رسم قائم ہوئی ہے۔ وَاتْلُ عَلَیْھِمْ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِھِمَا وَلَمْ یُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ط الآیہ۔

ترجمہ: ان لوگوں کو آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا واقعی قصہ سنا دے۔ ان دونوں نے قربانی کی۔ پھر ایک کی قبول ہوئی اور دوسرے کی قبول نہیں ہوئی۔

ابراہیمی قربانی

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے بیٹے (حضرت اسمٰعیلؑ) کو ذبح کر رہا ہوں۔ انبیاء علیہم السلام کے خواب الہام الٰہی ہوتے ہیں۔ اس لئے اس خواب کو حکم الٰہی سمجھ کر بیٹے سے استصواب فرمایا۔ بیٹے نے عرض کی۔ اللہ تعالےٰ کے حکم کی تعمیل کیجئے۔ مجھے خدا تعالےٰ کے فضل سے آپ صابر پائیں گے۔ اس گفتگو کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام صاحبزادے کو ذبح کرنے کے لئے لے گئے۔ جب ذبح کرنے کی غرض سے بیٹے کو لٹایا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی اے ابراہیمؑ! (علیہ السلام) تو نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا اور اللہ تعالےٰ نے بیٹے کے عوض ایک مینڈھا عطا فرمایا جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کیا۔

ابراہیمی قربانی کے نتائج

۱۔ جب حصول رضاء الٰہی کے لئے بیٹا ذبح کرنے کو تیار ہو گئے تو اپنی جان قربان کرنے میں انہیں بطریق اولیٰ کوئی دریغ نہ تھا۔

۲۔ جب جان اور اولاد قربان کرنے کے لئے تیار تھے تو مال قربان کر کے خدا تعالےٰ کو راضی کرنے میں انہیں کیا عذر ہوگا۔

۳۔ جب ان کے ہاں جان، اولاد اور مال رضاء الٰہی کے مقابلہ میں کوئی چیز نہ تھا تو وہاں حبِّ وطن محبت الٰہی کا کب مقابلہ کر سکتی ہے۔

۴۔ جب اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے میں جان اولاد کی پرواہ نہیں کرتے تو اعزّہ واقرباء کے تعلقات دروازہ الٰہی سے کب ہٹا سکتے ہیں۔

۵۔ جب جان، اولاد اور اعزّہ واقرباء اس درِ یتیم (رضاء الٰہی) پر قربان ہو چکے ہیں تو حبِّ بقیّہ احباب دنیا انہیں کب یاد الٰہی سے غافل کر سکتی ہے۔

۶۔ جب رضاء الٰہی انہیں جان اور اولاد سے زیادہ عزیز ہے تو کوئی تجارت و زراعت یا صنعت و حرفت ان کا دل کب لبھا سکتی ہے؟

تجدید ملّتِ ابراہیمیؑ

سید المرسلین خاتم النبیّین علیہ الصلوٰۃ والسلام در اصل ملّتِ ابراہیمیؑ کے مجدّد ہیں —

وَجَاھِدُوْا فِی اللّٰہِ حَقَّ جِھَادِہٖ ھُوَ اجْتَبٰکُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ ط مِلَّۃَ

اَبِیۡکُمۡ اِبۡرٰھِیۡمَ ھُوَ سَمّٰکُمُ الۡمُسۡلِمِیۡنَ۔ (ج ع ۱۰ - پ ۱۷)

ترجمہ: اور اللہ کے کام میں خوب کوشش کیا کرو جیسا کوشش کرنے کا حق ہے۔ اس نے تم کو (اور امتوں سے) ممتاز فرمایا۔ (اور اس نے) تم پر دین کے احکام میں کسی قسم کی تنگی نہیں کی۔ تم اپنے باپ ابراہیمؑ کی (اس) ملت پر (ہمیشہ) قائم رہو اُس (اللہ) نے تمہارا لقب مسلمان رکھا ہے۔

ابراہیمی قربانی کی تازہ یاد

چونکہ شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین بنیاد ابراہیمی پر قصرِ شریعت محمدی تعمیر کرنے کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ اس لئے اس نے بھی اپنی امت کو حصول رضاء الٰہی کی خاطر قربانی کی یاد تازہ کرائی تاکہ امتِ محمدیہؐ کے ہر فرد سے ابراہیمی خوشبو آئے اور ہر کلمہ گو کا نور ایمان ابراہیمی نور سے مشابہ ہو جائے۔

تنبیہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ قربانی کرتے وقت جذباتِ ابراہیمی کا خیال رکھیں۔ اپنی دل کے پاکیزہ جذبات کا نام تقوٰے ہے۔ جو کہ اللہ تعالےٰ کے ہاں محبوب و مقبول ہے۔ ارشاد ہوتا ہے ——

لَنۡ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوۡمُھَا وَلَا دِمَآءُھَا وَلٰکِنۡ یَّنَالُہُ التَّقۡوٰی مِنۡکُمۡ (ترجمہ) اللہ تعالےٰ کے ہاں قربانیوں کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے۔ اس کے ہاں (اس) تقوے کی قدر و قیمت ہے (جو قربانی کرنے والے کے دل میں حاصل ہوتا ہے)

بیک کرشمہ دو کار

بفضلہ تعالےٰ

امتِ محمدیہؐ دعوے سے کہہ سکتی ہے کہ شریعت محمدیہ کے ہر حکم میں دین و دنیا اور آخرت کی کامیابی کا راز مضمر ہے۔ ادھر خدا تعالےٰ راضی ہو جاتا ہے تو ادھر دنیا سنور جاتی ہے۔ ادھر آخرت کی نجات کا سرٹیفکیٹ مل جاتا ہے تو ادھر دنیا کی ذلتوں سے انسان رہائی پا سکتا ہے۔

فتح اسلام کا پیغام

اگر مسلمان عید قربان کو جذبات ابراہیمی کی یاد تازہ قرار دیں اور ہر سال شمع رضائے الٰہی پر پروانہ وار قربان ہونے کے لئے دل و جان، ظاہر و باطن سے تیار رہیں تو مالکِ الملک ذوالجلال والاکرام عز اسمہٗ و جل مجدہٗ ان کا پشت پناہ ہوگا۔ پھر ایسے سرفروش فدایان اسلام کی جماعت جس میدان میں قدم رکھے گی خدا تعالےٰ ان کی حمایت کے لئے زمین و آسمان کے لشکر بھیج دیگا پھر یہ دنیا میں چالیس کروڑ نہیں چالیس سو بھی ہوں گے تو ہر فتح و نصرت کا سہرا انہی کے سر ہوگا۔ دنیا میں کوئی قوم ان کے مقابلے کی تاب نہیں لا سکے گی۔ جو قوم مقابلے میں آئیگی۔ وہ منہ کی کھائے گی۔

اگر اصول مذہب سے قطع نظر کر لی جائے تو بھی عقلائے دنیا کے پاس یہ قاعدہ مسلّم ہے کہ وحدت میں قوت اور انتشار میں ضعف لازمی ہے۔ مثلاً کچے سوت کی تاریں علیحدہ علیحدہ ہوں تو دو برس کا بچہ ایک ایک کو لے کر ٹکڑے ٹکڑے کر سکتا ہے لیکن اگر انہی میں وحدت پیدا ہو جائے تو ایک طاقتور جوان بھی کپڑے کے ایک گز کو کھینچ کر دو ٹکڑے نہیں کر سکتا۔ یا مثلاً اینٹیں بکھری ہوئی ہیں تو ان میں کوئی طاقت نہیں۔ اگر آپس میں مل کر کھڑی ہو جائیں تو مضبوط قلعہ بن جاتا ہے۔ بعینہٖ اسلام اپنے متبعین کو ایک رشتۂ وحدت میں پرو دیتا ہے اور وہ رشتہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ہے۔ ساری دنیا کے مسلمانوں کا خدا ایک، رسول ایک، دستور العمل ایک، مرکز ایک۔ بیت اللہ الحرام۔

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور



جلد ۲۹ • شمارہ ۱۰
۳۰ ذیقعدہ ۱۴۰۳ھ • ۹ ستمبر ۱۹۸۳ء

— رئیس الادارہ —
شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عبیداللہ انور

— مجلس ادارت —
مولانا محمد اجمل قادری
محمد سعید الرحمٰن علوی
ظہیر میر ایم اے ایل ایل بی

اس شمارے میں

احادیث الرسولؐ
حضرت لاہوریؒ کی باتیں
پہلا مارشل لاء (اداریہ)
ازماست کہ برماست — مجلس ذکر
عبد کامل اور . . . . — خطبہ جمعہ
اسوۂ ابراہیمیؑ — فلسفہ حج و قربانی

بدل اشتراک

سالانہ	ششماہی	سہ ماہی
۸۰/-	۴۵/-	۲۵/-

فی پرچہ ۲/- روپے

طابع: منہاج الدین اصلاحی مطبع شرکت پرنٹنگ پریس لاہور
ناشر: مولانا عبیداللہ انور
مقام: اندرون شیرانوالہ دروازہ، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلا مارشل لاء

حضرت مولانا محمد مالک کی خدمت میں استدعا

ہمارے ملک کی مجموعی عمر ۳۶ برس ہے اس میں سے زیادہ وقت مارشل لاء یا نیم مارشل لاء کی شکل میں گذرا —— آج کل بھی مارشل لاء ہے اور لوگ ہیں کہ اسے "اسلامی مارشل لاء" کہہ کر اسلام کا مذاق اڑا رہے ہیں اور اس کا سبب "ہمارے نیک دل، مخلص اور ذاتی طور پر بہت نیک حکمران (؟)" ہیں جنہیں اندازہ نہیں کہ ان اہم ترین مناصب پر فائز لوگوں کی ذاتی نیکیوں کا کوئی مسئلہ نہیں۔ مسئلہ ان کی اجتماعی نیکیوں کا ہے۔ جن کا آج دور دور پتہ نہیں۔ حضور نبی مکرم قائدنا الاعظم محمدؐ عربی صلوٰۃ اللہ تعالےٰ علیہ و سلامہ نے دنیا کے حکمرانوں کو لکھا تھا کہ اسلام قبول کر لو گے تو تمہارا سب کچھ سلامت رہے گا ورنہ تمہاری رعایا کا تمامتر الزام گناہ تم پر ہوگا —— اور راعی سے رعایا کے اعمال کے متعلق سوال کا بھی آپ نے ہی ذکر فرمایا ہے اس اصول کی روشنی میں حکمرانوں کی شخصی نیکیوں کی کیا حقیقت ہے؟

لیکن صورت یہ ہے کہ یہاں جبر و استبداد کو اسلام کے نام پہ قوم کے حلق سے اتارنے کی فکر ہو رہی ہے اور اس کے انجام کی کسی کو خبر نہیں؟

حکمران تو رہے ایک طرف معاشرہ کے مختلف طبقات میں حکمرانوں کی مدح کرنے والے اور ہی مسائل پیدا کرنے کا باعث بنتے ہیں اور جب علم و معرفت کی دنیا کے کسی دعویدار کی طرف سے ایسی بات ہوتی ہے تو پھر جتنی تکلیف ہوتی ہے اس کا اندازہ کرنا مشکل نہیں۔

اسی قسم کی صورت حال اس وقت پیدا ہوئی لاہور جنگ

میگزین ۲۶ اگست میں ہم نے اپنے ایک کرمفرما مولانا محمد مالک مدظلہم کا وہ انٹرویو پڑھا جس میں موصوف نے ضیاء گورنمنٹ کے حق میں اور ان کی تعریف میں بہت کچھ ارشاد فرمایا —— خیر ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں مولانا جو فرمائیں انہیں اس کا حق پہنچتا ہے۔ لیکن اس انٹرویو میں یہ فرمانا کہ پہلا مارشل لار حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے لگایا انتہائی افسوسناک ہے۔

اہل حق کی عظیم متاع مولانا عبیداللہ انور زیدمجدھم نے بروقت اس انٹرویو اور بطور خاص اس حصّہ کا نوٹس لے کر فرض کفایہ ہی ادا نہیں کیا بلکہ اہلسنت کی لاج رکھ لی ہے ورنہ کمیونسٹوں، دھریوں اور لادینوں سے لے کر سبائیوں تک کو یہ کہنے کا موقعہ مل جاتا کہ دیکھا ان کے اسلام کی حقیقت ؟

اور وہ اپنی سند میں ملک کی ایک عظیم دینی درسگاہ کے شیخ الحدیث کا قول پیش کرتے لیکن مولانا انور نے بے دینوں اور سبائیوں کا منہ بند کر دیا ؟ جزاھم اللہ تعالےٰ۔

اگلے دن مولانا محمد مالک قبلہ نے وضاحت فرمانے کی کوشش کی لیکن ہمیں افسوس ہے کہ انہوں نے ہم سب کے مخدوم و مطاع حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ کے نقش قدم پر چلنے کے بجائے بلاوجہ بات کو الجھایا —— ورنہ سیدھی بات یہ تھی کہ اہل حق کی مقدس روایات کے مطابق اعتراف خطا کر کے معذرت کر لی جاتی —— مولانا المحترم کو شاید اندازہ نہیں کہ مارشل لار اس حکومت کا نام ہے جس میں لوگوں کے حقوق بری طرح متاثر ہوتے ہیں اور جب کوئی ان کے تحفظ کی بات کرتا ہے تو اسے کوڑے پڑتے ہیں —— اور موجودہ مارشل لار تو اور بھی المناک ہے۔ کہ اس میں اسلام مجروح ہوا اور اس کی قبا تار تار ہوئی اور کسی کی کون سنتا شوریٰ (؟) تک کے معزز ممبر جن میں مولانا بھی شامل ہیں، ان کی کوئی نہیں سنتا ؟

مولانا فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مانعین زکوٰۃ پر فوج کشی کی —— آپ نے بجا فرمایا۔ لیکن آپ کے مارشل لار میں مرزائیوں کو کھلی چھٹی ہے —— جو زکوٰۃ و عشر نہ دینا چاہے وہ نہ دے اس پر کوئی جبر نہیں تو پھر مماثلت کیسی ؟

مرتدین، منکرین ختم نبوت اور مانعین زکوٰۃ کے خلاف جہاد اور ان پر فوج کشی سیدنا صدیق رضؓ کا عظیم کارنامہ تھا ورنہ امت کا اجتماعی ڈھانچہ تب ہی برباد ہو جاتا۔ انہوں نے اس ڈھانچے کو سنبھالا دیا اور باقی حیات اجتماعی میں اپنے آپ کو عوام کے سامنے پوری طرح محاسبہ کے لئے پیش کیا اور پالیسی خطبہ میں فرمایا کہ "اگر میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کروں تو تم میری اطاعت کرنا، ورنہ مجھے بزور سیدھا کرنا" —— اور یہاں کسی "بڑے" کو کوئی شخص عدالت میں بلا نہیں سکتا کہ یہ لوگ اتنے "مقدس" ہیں کہ عدالتی حاضریوں سے مستثنیٰ ہیں !

اس لئے ہم حضرت مولانا سے بصد احترام عرض کریں گے کہ اس انٹرویو پر معذرت فرما کر اہلسنت اور اہل دین کو رسوائی سے بچائیں ورنہ اسلامی جمہوریہ پاکستان (؟) کے شوریٰ کے ایک شیخ الحدیث ممبر کے حوالہ سے ہماری جو بھد اڑیگی وہ بہت ہی افسوسناک ہو گی —— اور ساتھ ہی ہم مولانا سے عرض کرینگے کہ اپنے ممدوح کو سمجھا کر راہ راست پہ لائیں ورنہ اپنے گھر کی طرف پلٹ کر اسلامی اقدار کی سربلندی کے لئے اپنے عزیزوں کی قیادت کریں۔

اللہ رب العزت ہمیں دین اسلام کی خدمت کی توفیق دے اور اس راہ میں ہماری جدوجہد قبول فرمائے۔

مفتی جعفر حسین
اور
اتحاد قوم ؟

شیعہ رہنما مفتی جعفر حسین انتقال کر گئے۔ ہم کمینہ نہیں کہ خوشی منائیں۔ کیونکہ ایسا کرنا شرافت سے بعید ہے۔ آج وہ گئے، کل ہم نے جانا ہے، پھر وہ اپنے طبقہ کے رہنما تھے۔ اس لئے اپنے آقا و مولا کے ارشاد کے مطابق ان کا احترام ہمارا فرض ہے۔ لیکن اس احترام کے باوصف یہ بات برملا کہی جائے گی کہ وہ جس طبقہ کے رہنما تھے اس کا اور ہمارا یعنی اہلسنت و جماعت کا بنیادی اور فکری اختلاف ہے اس نظریاتی بُعد پر مفتی صاحب کے اسلاف کی کتابیں، خود ان کے اپنے ارشاد اور ان کا طرز عمل سب سے بڑی سند ہے —— اور جو لوگ صبح و شام اہل سنت اور اہل تشیع کے بھائی بھائی ہونے کا اعلان کرتے ہیں وہ یا تو جہالت کا شکار ہیں یا تجاہل عارفانہ سے کام لے کر نفاق کے مریض ہیں۔

ان کی موت پر حسب معمول "بڑوں" کے بیانات آئے ہمیں نہ غصہ ہے نہ ناراضی لیکن صدر محترم کا یہ فرمان کہ

"وہ مسلم امّہ کے اتحاد پر یقین رکھتے تھے انہوں نے مسلم امّہ کے اتحاد کے لئے انتھک جد وجہد کی۔"

جنگ کراچی ۳۰/۸/۱۹۸۳

غلط رواداری اور حقائق سے چشم پوشی کے مترادف ہے۔ نصاب اسلامیات سے لے کر زکوٰۃ و عشر کی علیحدگی تک اور اسلام آباد سے لے کر کراچی کے ہنگاموں تک مفتی صاحب کا قائدانہ کردار اور طرز عمل صدر گرامی کے بیان کو جھٹلاتا ہے۔ اور ثابت کرتا ہے کہ مفتی صاحب اتحاد کے نہیں افتراق و انتشار کے علمبردار تھے اور انہوں نے پورے "خلوص" سے اپنے طبقہ کی خدمت کی۔ اے کاش ! "ہماروں" کو بھی یہ خلوص نصیب ہو۔

ع این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

بقیہ : احادیث الرسول[۴]

"الٰہی ! اپنی کمزوری، بے سروسامانی اور لوگوں کی اہانت و تحقیر کی بابت تیرے سامنے میں فریاد کرتا ہوں تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ درماندہ اور عاجزوں کا مالک تو ہی ہے اور میرا مالک بھی تو ہی ہے مجھے کس کے سپرد کر رہا ہے کیا بیگانہ ترش رو کے یا اس دشمن کے جو کام پر قابو رکھتا ہے۔"

اور پھر گویا ہوتے ہیں۔

إِنْ لَمْ يَكُنْ بِكَ غَضَبٌ عَلَيَّ فَلَا أُبَالِي غَيْرَ أَنَّ عَافِيَتَكَ هِيَ أَوْسَعُ لِي - اگر مجھ پر تیرا غضب نہیں تو مجھے بھی اس کی پرواہ نہیں لیکن تیری عافیت میرے لئے زیادہ وسیع ہے۔

وقتی طور پر حضور علیہ السلام طائف سے اس طرح گئے کہ کوئی ایک بھی حلقہ بگوش اسلام نہ ہوا لیکن در مولا پر آپ کی فریاد ایسا رنگ لائی کہ چندے بعد سارا طائف مسلمان ہو گیا —— اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ کوئی دشمن آپ کو اس طرح نقصان پہنچا سکے کہ اسلام کا چراغ گُل ہو جائے تو یہ بات ناممکن تھی اس لئے کہ مجیب الدعوات ہر کسی کی دعا کو سنتا اور قبول کرتا ہے۔ بالخصوص مصائب میں جب پوری توجہ سے اسے پکارا جاتا ہے تو وہ فوراً لبیک یا عبدی کہہ اٹھتا ہے۔

اللہ تعالےٰ ہمیں اپنے دروازہ کا بھکاری بنا کر دعا کے لوازم و آداب نصیب فرمائے۔ آمین۔ بحرمتہ سید المرسلین علیہ التحیہ

مجلسِ ذکر

ضبط و ترتیب : ادارہ

ازماست کہ برماست

پیرِ طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم

بعد از خطبہ مسنونہ :۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ الآیہ۔

اس آیت میں یہ ذکر فرمایا گیا ہے کہ خشکی اور تری میں ہر طرف فساد ہی فساد ہے۔ جس کا سبب انسانی برادری کی اجتماعی غلطیاں اور حماقتیں ہیں ـــــــ پھر آگے یہ بھی ذکر ہے کہ انسانی بداعمالیوں کے ردِ عمل میں یہ جو کچھ ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان اپنی بعض بدعملیوں کا ردِ عمل بھگت کر سنبھل جائیں۔ اور حقیقت حال کی طرف متوجہ ہو کر اپنی اصلاح کر لیں۔

عزیزو! آج دنیا میں کسی انسان کو دیکھیں ہر شخص اپنی بے چینی، اضطراب اور پریشانی کا اظہار کرتا ہے معلوم ایسے ہوتا ہے کہ سُکھ اور چین نام کی کوئی چیز کبھی دنیا میں تھی ہی نہیں لیکن ایسی بات نہیں۔ سُکھ اور چین کا دنیا نے عظیم دَور دیکھا ہے۔ آج جو متاعِ طمانیت لُٹ کر ہر طرف غارتگری اور پریشان حالی کا دَور دَورہ ہے تو اس کی صرف وہی وجہ ہے جو آیت کریمہ و مبارکہ میں ذکر کی گئی۔ یعنی انسانی برادری کا منفی کردار اور مکروہ طرزِ عمل ـــــــ قرآن چونکہ وقتی نہیں دائمی کتاب ہے اس لئے اس کے اصول اٹل اور غیر مبدّل ہیں جب کبھی حیاتِ اجتماعی ان فطری اصولوں کے مطابق ہو گی تو سُکھ اور چین کا دَور دَورہ ہو گا اور جب کبھی اس کے برعکس معاملہ ہو گا تو پھر ہر طرف بے اطمینانی اور اضطراب ہو گا۔

آج دنیا میں تین قسم کے لوگ موجود ہیں۔ مذہب بیزار، کمیونسٹ، دوسرے مذاہب کے پیروکار اور مسلمان۔

پہلے دو طبقات اپنی مذہب بیزاری، خدا دشمنی اس کے ساتھ شرک اور اس کے آخری ضابطہ حیات کے اعتقادی منکر ہونے کے سبب دنیا میں جہنم کی سزا بھگت رہے ہیں کہ بظاہر انہوں نے تعمیر و ترقی کے بڑے مراحل طے کئے لیکن اصل ترقی جو روحانی ہے اور جس کا انحصار ذکر الٰہی پر ہے اس سے وہ غافل ہیں شاعرِ ہندی نے بڑی اچھی بات کہی ہے کہ :ؔ

ترقی مستقل وہ ہے جو روحانی ہوا ہے اکبر
اڑا جو ذرہ عنصر وہ پھر سوئے زمیں آیا

آج ان برادریوں نے ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم اور ایف ۱۶ طیارے اور خدا معلوم کیا کیا بنا لیا لیکن اس اُدھیڑ بُن میں روح سے بالکل غافل ہو گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ترقی کے یہ سارے سامان انسان کی بربادی و تباہی کا پیش خیمہ بن گئے اور حالت یہ ہو گئی کہ ہر اٹھنے والا قدم پیچھے کو آتا ہے اور بس۔

رہ گیا تیسرا طبقہ مسلمانوں کا تو یہ صحیح ہے کہ وہ مذہب بیزار

(باقی ۱۲ پر)

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب : علوی

”عبدِ کامل“ اور سفرِ حج کی بے قراریاں

جانشینِ شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

بعد از خطبہ مسنونہ :۔

قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم

اُعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَصَلُّوا خَمْسَكُمْ وَصُومُوا شَهْرَكُمْ وَأَطِيعُوا ذَا أَمْرِكُمْ تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ۔

محترم حضرات و معزز خواتین!

یہ ایام حج کے ہیں اور آپ کو معلوم ہے کہ صاحب استطاعت لوگوں پر حج فرض ہے اور نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا ہے جو صاحب استطاعت ہونے کے باوجود حج نہ کرے اس کی ہمیں کوئی پرواہ نہیں چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر ـــ دنیا بھر کے لاکھوں بندگانِ خدا ہیں جو اس عمل مبارک کی ادائیگی کے لئے سرزمین مکہ زادھا اللہ تعالیٰ شرفاً و کرماً میں پہنچ چکے ہیں اور یوم عرفہ سے پہلے پہلے لاکھوں بندے مزید پہنچیں گے۔ اور اپنے رب کو منانے کی فکر کریں گے ـــ اللہ تعالیٰ کے پاک نبی کا ارشاد ہے ـــ

اِنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ ـــــــ حج پہلے تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جانے والوں کی حاضری قبول فرمائے اور انہیں حج مبرور کی سعادت نصیب فرما کر مابقی حقوق و فرائض بھی بطریقِ احسن ادا کرنے کی توفیق دے۔ اور ہم سب کو خصوصی کرم سے اپنے دربارِ دُربار اور اپنے آخری رسول کے یہاں حاضری کی توفیق سے نوازے اور اسباب فراہم فرمائے۔

حج کی فرضیت اور حجۃ الوداع

حج جیسا کہ معلوم ہے اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک ہے اور سب سے آخر میں اس کی فرضیت کا اعلان ہوا ۹ھ یا ۱۰ھ کی روایات ہیں جن میں یہ فرض ہوا۔

حضور علیہ السلام نے عمرہ تو ۴ مرتبہ کیا لیکن حج صرف ایک مرتبہ یعنی ۱۰ھ میں جو آپؐ کی حیات مبارکہ کا گویا آخری سال تھا۔

ویسے ۹ھ میں فرضیت حج کی روایات زیادہ وقیع ہیں اور اسی سال حضور علیہ السلام نے اپنے مخصوص خادم و ساتھی حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر حج بنا کر بھیجا۔ ۱۰ھ میں جب آپ کے حج کی خبر مشہور ہوئی تو بلا نوشانِ محبت اپنے رب کے گھر کی زیارت کے لئے اپنے آقا کی قیادت میں جوق در جوق مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور راستہ بھر قافلے ملتے اور شامل ہوتے رہے۔ ایک لاکھ سے زائد کی حاضری کا اندازہ ہے۔ ۲۵ ذی قعدہ ۱۰ھ ہفتہ کے دن یہ قافلہ مدینہ طیبہ سے روانہ ہوا آپؐ کی اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سواری ایک تھی ـــــــ روانگی سے قبل خطبہ مبارکہ ارشاد فرمایا جس میں ضروری مسائل ذکر فرمائے۔ پھر

تلبیہ کے الفاظ دہراتے ہوئے رخصت ہوئے۔

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ۔ لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ۔

یہ الفاظ جب دہرائے جاتے اور ان میں فرط جذبات سے کبھی اضافہ بھی ہوتا تو ایک عجیب سماں پیدا ہوتا اور در و دیوار اللہ تعالیٰ کی عظمت کے اعلان سے گونج اٹھتے۔

مکہ معظمہ میں داخلہ

۴ر ذوالحجہ کو مکہ معظمہ میں داخل ہوئے۔ چاشت کے وقت حرم شریف کی حدود آئیں بیت اللہ پر نظر پڑی تو عرض کناں ہوئے۔

اَللّٰھُمَّ زِدْ بَیْتَکَ ھٰذَا تَشْرِیْفًا وَّتَعْظِیْمًا وَتَکْرِیْمًا وَمَھَابَۃً۔

اے اللہ! اپنے اس گھر کی عزت و شرف، تعظیم و تکریم، اور رعب و ہیبت میں اور اضافہ فرما۔

پھر ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ حَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ

اے اللہ! آپ سلامتی ہیں آپ ہی سے سلامتی کا وجود ہے۔ اے ہمارے رب! ہم کو سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ۔

طواف فرمایا، حجر اسود کو بوسہ دیا اور قرآنی حکم کی تعمیل میں مقام ابراہیم پر نماز ادا فرمائی صفا و مروہ کی سعی کی۔ کوہ صفا پہ چڑھے تو بیت اللہ نظر آیا اس وقت آپ روبقبلہ ہوگئے اور یوں عرض کیا:۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ اَنْجَزَ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ۔

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کا سب ملک اور بادشاہی ہے اور اسی کے لئے ساری حمد و تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اپنے بندہ کی مدد فرمائی اور تمام جماعتوں اور گروہوں کو تنہا شکست دی۔

۴ دن مکہ معظمہ میں قیام فرمانے کے بعد منیٰ و عرفہ تشریف لے گئے۔ زوال کے وقت اپنی ناقہ قصواء پر سوار ہوئے اور ایک مہتم بالشان خطبہ دیا۔

خطبہ الوداع

اس خطبہ کی تفصیلات حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں ایک سیرت نگار خادم رسول کے بقول:۔

"اس خطبہ میں آپ نے اسلام کی بنیادوں کو واضح کیا۔ اور شرک و جہالت کی بنیادیں منہدم کر دیں۔ اس میں ان تمام حرام چیزوں کی آپ نے تحریم فرمائی جس کے حرام ہونے پر تمام مذاہب و اقوام متفق ہیں، اور وہ ہیں، ناحق خون کرنا، مال غصب کرنا، آبروریزی، جاہلیت کی تمام باتوں اور مروجہ کاموں کو اپنے قدموں کے نیچے پامال کر دیا۔ جاہلیت کا سود کل کا کل آپ نے ختم کر دیا۔ اور اس کو بالکل باطل قرار دے دیا۔ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین اور ان کے جو حقوق ہیں نیز ان کے ذمہ جو حقوق ہیں ان کی توضیح کی اور یہ بتایا کہ دستور کے مطابق، اخلاق و حسن سلوک کے معیار پر خوراک اور لباس، نان و نفقہ ان کا حق ہے۔"

امت کو آپ نے کتاب اللہ کے ساتھ وابستہ رہنے کی وصیت کی اور ارشاد فرمایا کہ:۔

"جب وہ اس کے ساتھ اپنے آپ

کو اچھی طرح وابستہ رکھیں گے گمراہ نہ ہوں گے۔"

اسی موقعہ پر آپ نے تمام حاضرین سے اپنے متعلق سوال کیا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے متعلق جب استفسار کیا تو آپ کیا کہیں گے؟

سب نے یکبارگی جواب دیا کہ

"ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے پیغام حق بے کم و کاست پہنچا دیا۔ اپنا فرض پورا کیا اور خیرخواہی کا حق ادا کر دیا۔

پھر نماز (ظہر و عصر اکٹھے) ادا ہوئی۔ اس کے بعد غروب آفتاب تک دعا و مناجات کا سلسلہ جاری رہا۔ جس میں غایت درجہ عاجزی و بے چارگی کا اظہار تھا آپ دعا میں اپنے ہاتھوں کو سینہ تک اٹھائے ہوتے سائل و مسکین کی طرح محو مناجات و دعا تھے۔

حدیث میں ان دعاؤں کا طویل حصہ نقل ہے جس سے پیغمبر کی عبدیت کا اظہار ہوتا اور امت کو سبق ملتا ہے۔

تکمیل دین کی آیت اسی موقعہ پر نازل ہوئی۔ پھر حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے ساتھ سوار کر کے وقار و سکون سے مزدلفہ کی طرف کوچ فرمایا۔ تلبیہ ورد زبان تھا اور لوگوں کو سکون و طمانیت سے چلنے کی تلقین —

مزدلفہ میں مغرب و عشاء کی نماز اکٹھے ادا کر کے فجر تک آرام فرمایا نماز فجر اول وقت ادا کر کے مشعر الحرام تشریف لے گئے — قبلہ رو ہو کر غایت درجہ عاجزی سے دعا فرمائی۔ مزدلفہ سے روانگی کے وقت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کے ساتھ سوار تھے تلبیہ کا ورد تھا۔ وادی محسّر جہاں اصحاب فیل پر کنکریاں برسی تھیں۔ وہاں سے تیزی سے سواری کو نکال لیا اور رمی جمار کیا پھر منیٰ میں تشریف لا کر خطبہ ارشاد فرمایا۔

یوم النحر کا خطبہ

اس خطبہ میں آپ نے یوم النحر کی حرمت سے آگاہ کیا اس دن کی فضیلت ذکر فرمائی، مکہ کی فضیلت و برتری کا بیان فرمایا اور جو شخص کتاب اللہ کی روشنی میں بندوں کی قیادت کرے اس کی اطاعت و فرمانبرداری کو واجب قرار دیا۔ لوگوں کو فرمایا۔ کہ کسی نے مسئلہ بیان کرنا ہو تو کہہ لے۔ اور پھر فرمایا:۔

"میرے بعد کافر ہو کر پھر ایک دوسرے کی گردنیں نہ کاٹنا شروع کر دینا"

اسی خطبہ میں وہ الفاظ فرمائے جو شروع میں نقل ہوئے ان کا ترجمہ یہ ہے:۔

"اپنے رب کی عبادت کرو پانچ وقت کی نماز پڑھو، ایک مہینہ (رمضان) کا روزہ رکھو، اور اپنے حکمرانوں کی اطاعت کرو (حکمرانوں کی اطاعت میں ان کا پابند شریعت ہونا بنیادی شرط ہے) اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے"

چونکہ اس موقعہ پر آپ نے وداعیہ کلمات بھی ارشاد فرمائے تھے اس لئے اس حج کا نام حجۃ الوداع پڑ گیا۔ منحر (قربانی کی جگہ) تشریف لا کر اپنے دست مبارک سے ۶۳ اونٹ ذبح فرمائے کہ ایک کے بعد دوسرا اونٹ خود سامنے آ کر گردن جھکا دیتا، سچ ہے:۔

ہمہ آہوان صحرا سر خود نہادہ برکف
بہ امید روز آنکہ بہ شکار خواہی آمد

قربانی کے بعد حجام نے حلق کیا بال مبارک لوگوں میں تقسیم ہوئے واپسی پر طواف زیارت ہوا آپ زمزم کھڑے کر نوش جان کیا منیٰ میں رات گذار کر اگلے دن زوال کے وقت رمی جمار کی، اس دن بھی خطبہ ارشاد فرمایا — ایام تشریق کی رمی مکمل کر کے مکہ معظمہ آ کر سحری کے وقت طواف الوداع کر کے مدینہ طیبہ کی طرف روانہ

(باقی پر)

ہوئے۔ مقام ذی الحلیفہ پہنچ کر مدینہ پر نظر پڑی تو تین بار تکبیر کہہ کر ارشاد فرمایا لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کلّ شیئٍ قدیر اٰئبون تائبون عابدون ساجدون لربّنا حامدون صدق اللہ وعدہٗ ونصر عبدہٗ وھزم الاحزاب وحدہٗ (ابتدائی کلمات کا ترجمہ پہلے گزر چکا۔ اگلے جملوں کا ترجمہ ہے) لوٹے آرہے ہیں توبہ کرتے ہوئے فرمانبردارانہ زمین پر پیشانی رکھ کر اپنے پروردگار کی مدح و ستائش میں مشغول ہو کر الخ۔

سرکار دو عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اس مقدس سفر کی مختصر کیفیت اس لئے عرض کر دی کہ ہمارے اندر شوق کی لہر اٹھے اور ذکر الٰہی، عبادت رب، اس کے سامنے عاجزی و بے چارگی اور اس سے دعا و مناجات جو اس سارے سفر کی روح ہے اس کا داعیہ ہمارے اندر پیدا ہو اور ہم صرف اپنے رب کے بندے بن کر اسی کے آستانے پر جھک جائیں اور چاروں طرف سے تعلق توڑ کر محض اسی سے جوڑ لیں کہ حج کی یہی حقیقت اور یہی اس کا ثمرہ ہے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بقیہ : مجلس ذکر

نہیں مذہب کا ماننے والا ہے۔ اعتقادی منکر نہیں بلکہ تسلیم کرنے والا ہے۔ لیکن بہ حیثیت مجموعی اس کی حالت یہ ہے کہ اونٹ رے اونٹ تیری کون سی کل سیدھی۔

نظام اعتقاد دیکھو تو اس میں دراڑیں، عبادت ہے تو اس کا قصہ ختم، معاشرت سراسر مغربی تمدن سراسر غیر اسلامی۔ تعلیم ہے تو اس پر اغیار کی چھاپ۔ گویا رسماً اور حرفاً سوئے مکہ و مدینہ کی بات ہوتی ہے لیکن عملاً و معناً سوئے ترکستان کا مسئلہ ہے۔ اس لئے اس دو عملی کا نتیجہ دکھوں کے سوا سامنے نہیں آتا۔ اور انسان بے کل و مضطرب ہو کر رہ جاتا ہے۔

اے ذاکرین کرام اور اے بندگان رب! ذکر الٰہی کا حقیقی ثمرہ اس طرح مرتب ہوگا کہ پوری زندگی ماسوی اللہ سے کٹ جائے اور ایک اللہ کی بندگی اور رضا انسان کا مقصد بن جائے۔ پھر دیکھیں کہ انشاء اللہ تعالےٰ سکھ اور چین اور کامیابی آپ کے قدم چومے گی اور آپ ہر طرح بامراد و نہال ہو جائیں گے۔

اللہ تعالےٰ ہمیں اطمینان قلب سے نوازے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

"اے بیٹے! کوشش کر اس بات میں کہ دیا کرے تو اس شخص کو جو تجھ کو محروم کرے اور تجھے کچھ نہ دیا کرے اور صلہ رحمی کر اس شخص سے جو تجھ سے اپنی خویشی و قرابت قطع کرے اور درگذر اور معافی کر اس شخص سے جو تجھ پر ظلم کیا کرے۔

(نصائح غوث الاعظمؒ)

گذشتہ شمارہ میں

حضرت امیر شریعت السید عطاء اللہ شاہ بخاری قدس سرہ سے متعلق ایک مفصل اور نہایت وقیع مضمون شائع ہوا جس پر مضمون نگار کا نام سہواً رہ گیا یہ مضمون ہمارے محترم جانباز مرزا کا ہے۔ قارئین تصحیح فرمالیں۔

(ادارہ)

ضرورت رشتہ

ایک رنڈوے ۴۰ سالہ جنجوعہ راجپوت ریلوے ملازم کے لئے مطلقہ / بیوہ عورت ۳۵ ۳۰ سال کے درمیان کا رشتہ درکار ہے دیندار حضرات توجہ فرمادیں۔

پتہ: معرفت محمد اسمٰعیل کھوکھر گلی ۶ خضر آباد باغبانپورہ لاہور



فَلَمَّا اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۝ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰاِبْرٰهِيْمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ۝ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۝ (پ ۲۳ رکوع ۷)

ترجمہ: پھر جب ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ دونوں اللہ کے آگے جھک گئے اور ابراہیمؑ نے اسماعیلؑ کو ذبح کرنے کے لئے ماتھے کے بل گرا دیا تو ہم نے پکارا کہ اے ابراہیمؑ بس کرو۔ تم نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا۔ ہم ایسا ہی نیک بندوں کو ان کے ایثار نفس اور فدویت نفس و جان کا بدلہ دیا کرتے ہیں۔

بے شک یہ نہایت کھلی ہوئی یعنی ظاہری آزمائش تھی۔ اور ذبح اسمٰعیلؑ کے فدیے میں ہم نے ایک بہت بڑی قربانی (یعنی سنت ابراہیمی کی یادگار میں تاقیامت جاری رہنے والی قربانی) دے دی۔ اور ہم نے آنے والی امتوں میں اس واقعۂ عظیمہ کے ذکر کو قائم کر دیا۔ پس سلام ہو راہ الٰہی میں اپنی قربانی کرنے والے ابراہیم خلیل اللہ پر۔

ٹھیک آج سے پانچہزار دو سو اکیاون برس پیشتر ایک گوشے میں کیسا عجیب و غریب انقلاب ہو رہا تھا۔ ایک ہولناک اور وحشت انگیز بیابان ریگزار تھا۔ جس کی مہلک ریگ اور خشک سرزمین میں ہر طرف موت و ہلاکت پھیلی ہوئی تھی۔ ایک یکسر وادی غیر ذی زرع تھی۔ جس کی سطح بے نمو پر زندگی کی سبزی و شگفتگی کا نام و نشان تک نہ تھا۔ لیکن ربّ السّمٰوٰت والارض کے دو مخلص بندے تھے جنہوں نے انسانی زندگی کے اسی صحرائے ہلاکت کو آبادی کے لئے اسی بیابان وحشت کو فلاحت و زراعت کے لئے اسی سرزمین خشک سال کو خدائے واحد کی پرستش و عبادت کے لئے اسی صحرائی قربان گاہ کو منتخب کیا تھا۔

ان کے چاروں طرف صحرائے وحشت تھا مگر ان کے اوپر وہ خدائے علیم و قدیر تھا۔ جو آبادیوں کو بخشنے والا اور زمینوں کی وراثت تقسیم کرنے والا ہے ان کے ہاتھ میں پتھروں کے ٹکڑے تھے۔ جن کو ایک دیوار کی صورت میں جمع کرنے جاتے تھے، اور زبان پر یہ دعائیں تھیں۔ جو ادھر زبان سے نکل رہی تھیں۔ اور ادھر قوموں اور ملکوں کی قسمت کا فیصلہ ہو رہا تھا۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ص وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (پ ۱ ع ۱۵)

الٰہی! یہ ہمارے ہاتھ تیری پرستش اور تیرے جلال و قدوسیت کے نام پر جو کچھ کر رہے ہیں۔ اس کو قبول کر لے بے شک تو ہی دعاؤں کو سننے والا اور نیتوں کا دیکھنے والا ہے۔ الٰہی! ہم کو اپنا

مسلم اور اطاعت شعار بنا۔ اور پھر ہماری نسل میں سے بھی ایک ایسی ہی اُمّت پیدا کر، جو ہماری طرح مسلم و مومن ہو! الٰہی! ہم کو اپنی عبادت و بندگی کے مقبول طریقے سمجھا دے اور ہمارے قصوروں سے درگزر کر۔ تو ہی بڑا درگذر کرنے والا اور تو ہی اپنے عاجز بندوں پر مہربان ہے۔ الٰہی! ہماری اس دُعا کو بھی ان گھڑیوں میں قبول کرلے کہ جو قوم ہماری نسل سے پیدا ہو ان میں ایک ایسا برگزیدہ رسول بھیجیو۔ جو ان کو تیری آیتیں پڑھ کر سنائے۔ علم و حکمت کی تعلیم دے۔ اور ان کے نفوس و قلوب کی اصلاح کرے۔ الٰہی! ان تمام باتوں کا تجھی کو اختیار ہے۔ اور تیری ہی تدبیر اصلی تدبیر ہے۔ اور تیری ہی حکمت اصلی حکمت ہے۔

اللہ اکبر! وہ کیسا وقت تھا جبکہ صدیوں اور ہزاروں برسوں کا فیصلہ چند لمحوں اور منٹوں کے اندر ہو گیا۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لاالٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد!

یہ دعائیں ان زبانوں سے نکل رہی تھیں۔ جن میں سے ایک راہِ الٰہی میں اپنے جذبات اور ارادے کی قربانی کر چکا تھا۔ اور دوسرا اپنی جان و نفس کی "دونوں نے اپنے محبوب ترین متاعوں کو راہِ الٰہی میں لٹا دیا تھا۔ ایک نے اپنے فرزند عزیز کو دوسرے نے اپنی جانِ عزیز کو دونوں مجاہد فی سبیل اللہ تھے۔ اور اس لئے دونوں کی دعاؤں کو قبول کر لیا اور اس طرح قبول کیا کہ دنیا کے پانچ ہزار برس کے حوادث و انقلابات بھی ان کی صداقت کو دھبّہ نہ لگا سکے۔ وہ چند پتھروں سے چُنی ہوئی چہار دیواری جس کے چاروں طرف انسانی ہستی کی کوئی علامت نہ تھی۔ کروڑوں انسانوں کا پرستشگاہ اور قبلۂ وجوہ بنی، اور خدا کے جلال اور قدوسیّت نے تمام عالم میں صرف اسی کی چھت کو اپنا نشیمن بنایا۔ داؤدؑ اور سلیمانؑ کا وہ عظیم الشان ہیکل جس کو ہزاروں انسانوں کی سالہا سال کی محنت و مشقت نے لمبے لمبے ستونوں اور گنبدوں کا ایک شہر بنا دیا تھا چند صدیوں تک بھی زندہ نہ رہ سکا۔ اور وحشی حملہ آوروں نے بارہا اس کی عظیم الہیئت دیواروں کو غبار بنا کر اڑا دیا۔ لیکن پتھروں سے چُنی ہوئی اس چار دیواری کے گرد دعائے ابراہیمی نے ایک ایسا حصار کھینچ دیا تھا کہ پانچ ہزار برس کے اندر انقلابات ارضیہ و سماویہ نے سمندروں کو جنگل اور انسانی آبادیوں کو سمندروں کے طوفان کی صورت میں بدل دیا۔ لیکن آج تک اس کی بنیادوں کو کوئی حادثہ اور کوئی قوت صدمہ نہ پہنچا سکی۔ یہاں تک کہ تاریخ عالم میں وہی ایک سرزمین ہے۔ جس کی نسبت تاریخ دعویٰ کر سکتی ہے کہ اس کی مقدس اور محترم خاک آج تک غیر قوموں کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے محفوظ و مصؤن ہے۔

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّیُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ط اَفَبِالْبَاطِلِ یُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ یَكْفُرُوْنَ ○ (پ ۲۱ ع ۳)

کیا ہماری اس قدرت کی نشانی کو لوگ نہیں دیکھتے کہ ہم نے حرم مکّہ کو (جو ایک غیر معروف و بے رونق خطّہ تھا) امن اور حفاظت کا گھر بنا دیا۔ اور ایک عالم نے اس کے ارد گرد ہجوم کیا۔ پھر لوگ باطل پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کو جھٹلاتے ہیں۔

اور اگر کسی قوم نے اس کی عزت و احترام کو مٹانا چاہا تو خدائے قدوس کے دستِ کبریائی نے خود اس قوم کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔

اَلَمْ تَرَ كَیْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ ○ اَلَمْ یَجْعَلْ كَیْدَهُمْ فِیْ تَضْلِیْلٍ ○ وَّاَرْسَلَ عَلَیْهِمْ طَیْرًا اَبَابِیْلَ ○ تَرْمِیْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّیْلٍ ○ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ○ (پ ۳۰ ع ۳۰)

اے پیغمبر کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے اس لشکر کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ جو ہاتھیوں کا ایک غول لے کر مکّہ پر حملہ آور ہوا تھا۔ کیا خدا نے ان کے تمام داؤ غلط نہیں کر دئے اور ان پر عذاب کی نحوستوں کے غول نازل

نہیں کئے جنہوں نے ان کو سخت بربادی میں مبتلا کر دیا۔ جو ان کے لئے لکھ دی گئی تھی۔ یہاں تک کہ پامال شدہ کھیت کی طرح تباہ ہو گئے۔

یہ اس دُعا کے پہلے ٹکڑے کی قبولیت تھی۔ باقی دو التجاؤں کو جس طرح خدا تعالیٰ نے قبولیت بخشی اس کی صداقت بھی اس بیت خلیل کی صداقت سے کم نہیں۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ج وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ○ (پ ۴ ع ۸)

بے شک اللہ پاک نے مسلمانوں پر بڑا احسان کیا کہ (دعائے ابراہیمی کو قبول فرما کر) انہی میں سے ان کی طرف اپنا رسول بھیجا۔ جو ان کو احکامِ الٰہی پڑھ کر سناتا ہے۔ ان کے نفوس کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو علم و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ سخت جہل و گمراہی میں مبتلا تھے۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ○

قرآن کریم میں ایک بہت بڑا حصّہ انبیائے سابقین کے قصص و اعمال کا ہے۔ اس کا عام اندازِ بیان یہ ہے کہ وہ پہلے ایک خاص تعلیم پیش کرتا ہے۔ اور پھر اس تعلیم کی صداقت کے لئے امم گذشتہ اور اعمال انبیائے سابقہ کے حالات و واقعات سے ایک خطابی استدلال کرتا ہے۔ تاکہ امت مرحومہ کے سامنے تعلیم اور اس کے عملی نمونے اور نتائج دونوں موجود ہو جائیں۔

لیکن تمام قرآنِ کریم میں اگر مسلمانوں کے سامنے کوئی زندگی اور کسی زندگی کے ازسرتاپا اعمال بطور نمونے کے پیش کئے گئے ہیں اور ان کے اتباع کی دعوت دی گئی ہے تو وہ صرف دو نمونے ہیں۔ خود شریعت اسلامیہ کے داعی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت (سورہ احزاب) میں فرمایا کہ:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِیْرًا ○ (پ ۲۱ ع ۱۹)

بے شک رسول اللہ کی زندگی میں تمہارے لئے کہ اللہ اور یوم آخرت سے ڈرتے ہو۔ اور کثرت کے ساتھ اس کا ذکر کرنے والے ہو۔ پیروی و اتباع کے واسطے ایک بہترین نمونہ ہے۔

اور پھر (سورۂ ممتحنہ) میں ملّتِ حنیفی کے داعیٔ اوّل حضرت ابراہیم علیٰ نبیّنا و علیہ السلام کی نسبت ارشاد ہے:

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِیْ اِبْرٰهِیْمَ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ۔ (پ ۲۸ ع ۷)

بے شک تمہارے لئے ایک بہترین نمونۂ عمل حضرت ابراہیم اور ان کے ساتھیوں کے اعمالِ زندگی میں ہے۔

پھر اسی رکوع میں حضرت ابراہیمؑ اور ان کے ساتھیوں کی تعلیم کی تشریح کر کے مکرر کہا کہ:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ ط وَمَنْ یَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ○ (پ ۲۸ ع ۷)

بیشک تمہارے لئے کہ اللہ اور یوم آخرت سے ڈرتے ہو۔ ان لوگوں کی زندگی میں ایک بہترین نمونۂ عمل ہے اور جو شخص اس کی طرف سے منہ موڑے تو اللہ کریم تو انسانوں کے اعمال کا کچھ محتاج نہیں ہے۔

میں نے ہمیشہ اس امر پر غور کیا ہے کہ:

۱۔ تمام قرآن کریم میں بیسیوں انبیائے سابقین کے حالات و اعمال بیان کئے گئے ہیں۔ لیکن کسی کی تمام تر زندگی کو بطور ایک نمونے کے مسلمانوں کے سامنے پیش نہیں کیا گیا۔ الّا حضرت ابراہیم کی۔

۲۔ تمام قرآن کریم میں "اسوۂ حسنہ" کا لفظ صرف تین مقامات پر آیا ہے۔ اول سورۂ احزاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت، اور سورہ ممتحنہ میں

دو مرتبہ حضرت ابراہیم کی نسبت اس کی علت کیا ہے؟

۳۔ سورۂ احزاب اور سورۂ ممتحنہ دونوں سورتیں زیادہ تر احکامِ جہاد وقتال فی سبیل اللہ اور بعض مقاتلات کے نتائج، درد و ابتلاء، آزمائش وعجائبات نصرتِ الٰہیہ کے بیان سے مملو ہیں۔ پھر یہ دونوں آیتیں جن رکوعوں میں آئی ہیں وہ بھی تمامتر ذکر جہاد پر مبنی ہیں۔ ضرور ہے کہ اس میں بھی کوئی علت ہو۔

۴۔ دونوں مقامات میں پوری مماثلت حتیٰ کہ اشتراک جزئیات بیان بھی موجود ہے۔ سورہ احزاب میں اس آیت کا وہ موقعہ ہے۔ جہاں جنگ احزاب یا جنگ خندق کے واقعات کا تذکرہ کیا ہے۔ اور زیادہ تر ان منافقین اور ضعیف القلب اشخاص کا حال بیان کیا ہے۔ جو اپنی تین ہزار جمعیت کے مقابلہ میں حملہ آوروں کی بارہ ہزار مسلح اور متحدہ قوت دیکھ کر گھبرا اُٹھے تھے۔ پھر اس نصرتِ الٰہیہ کا حوالہ دیا ہے جس نے محصورین کو کامیاب کیا۔ اور تمام حملہ آور ناکام و خاسر واپس گئے۔

هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا ۝

(پ ۲۱ ع ۱۸)

بعینہ یہ حال سورہ ممتحنہ کے پہلے رکوع کا ہے۔ فتح مکہ سے پیشتر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چڑھائی کا ارادہ کیا تو حاطب بن ابی بلتعہ نامی ایک صحابی تھے۔ جن کے اہل وعیال مکہ میں موجود تھے۔ انہوں نے پوشیدہ طور پر ان کو اطلاع دے دی کہ اپنے تحفظ کا انتظام رکھیں۔ وحی الٰہی سے یہ حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر منکشف ہو گیا۔ اور آدمی دوڑا کر وہ خط راہ سے واپس منگا لیا اس پر یہ سورۃ نازل ہوئی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُم مِّنَ الْحَقِّ ۝

(پ ۲۸ رکوع ۷)

مسلمانو! ان کافروں اور دشمنانِ توحید کو اپنا دوست نہ بناؤ، جو ہمارے اور تمہارے دونوں کے دشمن ہیں (یہ کیسی بات ہے کہ) تم ان سے نامہ و پیام جاری رکھتے ہو۔ حالانکہ تمہارے پاس جو حق و صداقت اللہ کی طرف سے آئی وہ اس سے انکار کر چکے ہیں۔

حضرت ابراہیم اور ان کے ساتھیوں کے اُسوۂ حسنہ پر اسی رکوع میں توجہ دلائی گئی ہے۔

پھر آیات متعلق حرب وقتال و تشویق جہاد فی سبیل اللہ میں اس "اسوۂ حسنہ" پر توجہ دلانے کی کیا ضرورت تھی۔

اصل یہ ہے کہ قرآن کریم اسلام کی جس حقیقت کو دُنیا کے آگے پیش کرنا چاہتا تھا۔ اس کے لحاظ سے اگر کوئی زندگی "اسوۂ حسنہ" ہو سکتی تھی تو وہ صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کی زندگی تھی۔ اسلام ایک صداقت ہے اور اس لئے دنیا میں اس وقت سے موجود ہے جس وقت سے کہا جا سکتا ہے کہ دنیا میں صداقت ہے۔ لیکن اس صداقت مبین کو ایک شریعت الٰہیہ کی صُورت میں سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ ہی نے پیش کیا تھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے ہر جگہ ان کو ملّتِ حنیفی کے اوّلین واعظ کی حیثیت سے پیش کیا ہے۔ اور ان کی سب سے بڑی خصوصیت یہ بتلائی کہ:

إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

(پ ۱ ع ۱۶)

جب ابراہیمؑ سے ان کے پروردگار نے کہا کہ مُسلم (یعنی سچے فرمانبردار) ہو جاؤ تو انہوں نے کہا کہ میں اسلام لایا تمام جہانوں کے پروردگار کے لئے۔

چونکہ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام اسلام کے پہلے داعی تھے۔ اس لئے ان کا وجود یکسر پیکر اسلام تھا۔ اور اپنے عمل حیات کے اندر اسلام کی حقیقت کا ایک عملی نمونہ رکھتا تھا۔ وہ اسلام کے واعظ تھے۔ اور واعظ کے لئے اوّلین شے یہ تھی کہ تعلیم کے ساتھ خود اپنی زندگی کا عملی نمونہ بھی پیش کر دے۔ اور جن حقیقتوں کی طرف دنیا کو دعوت دیتا ہے۔ ان کو سب سے پہلے اپنے اوپر طاری کر دے۔ حضرت ابراہیمؑ نے ان حقائق کو اپنے اوپر طاری

(باقی ۲۰ پر)

فلسفۂ حج وقربانی

مفتی محمد عتیق الرحمٰن عثمانی

اسلام میں بڑے مذہبی تہوار دو ہی ہیں۔ عید الفطر اور عید قربان۔ ان دونوں تقریبوں سے مذہب اسلام کی شاندار روایات وابستہ ہیں۔

عید الفطر روزوں کا شکرانہ اور قرآن مجید کے نزول کی یادگار ہے۔ جس کے نتیجہ میں منصۂ عالم پر ملّت محمدی کا ظہور ہوا۔

عید قربان اس بے مثال تاریخی واقعہ کی یاد تازہ کرتی ہے جو اب سے کم وبیش چار ہزار سال پہلے وادیٔ مکہ میں پیش آیا تھا۔ یعنی اُمتوں کے پیشوا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں دکھایا گیا کہ اپنے نورِ نظر کو اپنے ہاتھ سے ذبح کر رہے ہیں۔ اللہ کے پیغمبروں پر جو وحی آتی ہے اس کی مختلف قسمیں ہیں، جن میں ایک خواب بھی ہے۔ یہ خواب دو طرح کے ہوتے ہیں۔ تمثیلی اور حقیقی۔ حقیقی اور عینی خواب میں اصل حقیقت صاف اور بے پردہ دکھائی جاتی ہے۔ اور وہی مقصود ہوتی ہے۔ تمثیلی خواب میں حقیقت کو کسی اور پیرایہ میں دکھایا جاتا ہے۔ جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کا یہ خواب کہ گیارہ ستارے اور آفتاب و ماہتاب ان کو سجدہ کر رہے ہیں۔ اور یا جیسے ان کو قحط اور خشک سالی کی حالت سوکھی اور دُبلی پتلی گایوں کی صورت میں دکھائی گئی تھی۔ دوسرے لفظوں میں یُوں سمجھئے کہ بعض خواب مثالی صورت میں دکھائے جاتے ہیں اور تعبیر و بیان کے محتاج ہوتے ہیں۔ بعض ٹھیک ٹھیک مشاہدہ بن کر سامنے آتے ہیں۔ ان کے سمجھنے کے لئے کسی تفصیل وتعبیر کی ضرورت نہیں ہوتی۔

بہرحال خلیل اللہ نے پہلی دفعہ ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ کو خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے۔ ابراہیم! اللہ تعالےٰ نے تمہیں اپنے بیٹے کو قربان کر دینے کا حکم دیا ہے۔ صبح ہوئی تو ابراہیمؑ حیرت میں تھے۔ شام تک اس بے انتہا نازک معاملے پر احتیاط سے غور کرتے رہے۔

نویں تاریخ کی رات آئی تو پھر یہی آواز سُنی اور اب یقین ہو گیا کہ یہ حکم حق تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔ نویں ذی الحجہ کا نام "یوم عرفہ" اسی لئے ہے یعنی پہچان اور معرفت کا دن۔

یہاں تک کہ جب دسویں تاریخ کی شب میں بھی یہی کچھ دیکھا تو حکم الٰہی بجا لانے کے لئے بلا تامل اکلوتے بیٹے کو قربان کر دینے کا ارادہ کر لیا۔

دسویں تاریخ کو "یوم النحر" کہنے کی یہی وجہ ہے کہ نحر کے معنی ذبح کر دینے اور قربان کر دینے کے ہیں یعنی ذبح کر دینے کا دن۔

تین رات مسلسل یہی خواب دیکھنے اور یقین کامل حاصل کر لینے کے بعد باپ نے بیٹے کو صورتِ حال کی نزاکت سے باخبر کیا اور اس کے متعلق مشورہ کرنا چاہا۔ اگرچہ ایسے کھلے ہوئے معاملے میں اب مشورہ کی ضرورت نہیں رہی تھی۔ پھر بھی اللہ کے رسول نے مشورے کی سنّت پر عمل کرنا اس لئے اور بھی مناسب جانا کہ اس طریقے سے بیٹے کی عزیمت اور ثابت قدمی کا امتحان ہو سکتا تھا۔ چنانچہ جیسے ہی نوجوان بیٹے نے بوڑھے باپ کی زبان سے یہ بات سُنی ایک لمحہ پس وپیش کئے بغیر پکار اُٹھا۔ پیارے باپ اب آپ سوچتے کیا ہیں۔ مالک کا جو حکم ہو اس کی فوراً تعمیل کیجئے۔ دیر کیوں اور کس لئے۔ ایسے اچھے کام میں مشورے کی کیا ضرورت ہے۔ میرے متعلق آپ اطمینان رکھیں۔ دیکھئے کس شوق سے

اپنے پروردگار کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں ہزار ہزار سلام ایسے باپ اور بیٹے پر جنہوں نے بعد میں آنے والوں کو ایسے عزم و ہمت اور ایثار و قربانی کا سبق دیا۔

قرآن کریم نے تسلیم و رضا کے اس زندۂ جاوید کارنامے کو اپنے خاص معجزانہ انداز میں اس طرح بیان کیا ہے۔

"جب اسماعیل اپنے باپ کے ساتھ چلنے پھرنے کی عمر کو پہنچے اور اس لائق ہوئے کہ باپ کی ضرورتوں میں ان کا ہاتھ بٹا سکیں۔ تو ابراہیمؑ نے کہا جانِ پدر! میں خواب دیکھتا ہوں کہ تم کو ذبح کر رہا ہوں۔ تو سوچو اس میں تمہاری کیا رائے ہے۔ بیٹے نے جواب میں کہا۔ ابا جان! آپ کو جو حکم ہوا ہے اس کو کر گزریئے خدا نے چاہا مجھے برداشت کرنے والوں اور سہارنے والوں میں پائیں گے۔ پھر جب دونوں نے ہمارا حکم مان لیا اور تسلیم و انقیاد کی گردن جھکا دی اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا دیا تو ہم نے پکارا اے ابراہیمؑ! بس ٹھہرو! تم نے اپنا خواب سچا کر دکھایا۔ ہم نیک عملوں کا یوں ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ بے شبہ یہ تمہاری کھلی ہوئی آزمائش تھی اور ہم نے ایک بڑی قربانی کو اُن کا فدیہ دیا (یعنی بیٹے کی قربانی کے بدلے ایک بڑی قربانی قائم کی) اور بعد آنے والوں پر بھی اس کو باقی رکھ چھوڑا۔

ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کا یہ انداز تسلیم و رضا اور جوش فدا کاری کچھ ایسا مقبول ہوُا کہ اس کو ہمیشہ کے لئے ملّی اور مذہبی نشان بنا دیا گیا اور قربانی ایک مستقل سنت قرار پا گئی۔

اسلام کا بہت بڑا اور اہم رکن حج جو ذی الحجہ کی نویں تاریخ (عرفہ) کو میدان عرفات میں ادا کیا جاتا ہے۔ اور جس کے لئے دنیا کے کونے کونے سے لاکھوں انسان اس بابرکت اور نورانی وادی میں بیک وقت جمع ہوتے ہیں اور ایک جذبۂ بے تاب اور ولولۂ بے پناہ کے ساتھ اپنے ربّ کو یاد کرتے اور اپنی لغزشوں اور ذلّتوں کی معافی چاہتے ہیں۔ خدا کے انہی اطاعت گذار بندوں کی نہایت متبرک یادگار ہے۔

حج کے دنوں میں ہر قدم پر جو "لبیک" کہا جاتا ہے یہ وہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان حق سے نکلے ہوئے لفظوں کا ترجمہ ہے یعنی پروردگارا! میں آپ کے حکم کی بجا آوری کے لئے حاضر ہوں۔ اے وحدہٗ لاشریک میرا سر ہر وقت آپ کی خوشنودی کے سامنے جھکا ہوُا ہے۔

نویں تاریخ کی صبح سے تیرھویں کی عصر تک جو تکبیریں پڑھی جاتی ہیں۔ اور جو اُن دنوں کی نہایت اہم اور خاص عبادت خیال کی جاتی ہے۔ ان کی اصل یوں بیان کی گئی ہے کہ:

جب اللہ تعالےٰ کے بھیجے ہوئے فرشتے "جبریل امین" فدیہ کا مینڈھا لے کر حضرت ابراہیمؑ کی خدمت میں آئے تو انہوں نے دیکھا کہ ابراہیم خلیل اللہؑ حکم خداوندی کی تعمیل (لخت جگر کی قربانی) بعجلت تمام کرنا چاہتے ہیں۔ خدا کا مقدس فرشتہ اس منظر کو دیکھ کر کہہ اُٹھا۔ اللہ اکبر! اللہ اکبر! خلیل اللہؑ نے جواب میں فرمایا لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر، جبریلؑ و خلیلؑ کی زبان سے صبر و ایثار کے پیکر اسماعیلؑ نے جب یہ الفاظ سُنے تو اسی حالت میں فرمایا اللہ اکبر وللہ الحمد۔

اس تفصیل کے مطابق یہ تکبیر تینوں بزرگوں کی زبان سے نکلے ہوئے متبرک الفاظ کا مجموعہ ہے جو ایک خاص حالت و کیفیت میں کہے گئے تھے۔

صفا مروہ پہاڑیوں کے درمیان چکّر لگانا منیٰ میں چار روز کا قیام اور اس مقام کی خاص خاص عبادتیں بھی کعبۂ محترم کی انہی قربانیوں اور تعمیر کرنے والوں کی یاد تازہ کرتی اور پژمردہ دلوں کو حرارتِ ایمان سے گرماتی ہیں۔

آیئے! تھوڑی دیر کے لئے ہر خیال سے یکسو ہو کر تاریخ عالم کی اس لاثانی شخصیت کے اسوۂ حسنہ کی یاد منائیں۔

جس نے حق کی آن قائم رکھنے کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ اپنی قوم کو چھوڑا۔ عزیزوں، قریبوں سے ترک تعلق کیا اور حق و صداقت کی پاسبانی کے لئے ہر چیز سے بے نیاز ہو کر کتنی ہی آبادیوں اور کتنے ہی ویرانوں میں برسوں تک بے سہارے پھرتا رہا۔ جس نے آگ میں پڑنا گوارا کیا۔ لیکن اپنے عقیدے پر جس کو وہ حق جانتا تھا۔ پتھر کی چٹان کی طرح جما رہا۔ یہاں تک کہ سالہا سال کی گردش اور مختلف آزمائشوں میں کامیاب ہونے کے بعد آخر عمر میں جب اس کی تمنّا اس طرح پوری ہوئی کہ قدرت نے اس کو ایک بردبار، ہونہار بیٹا دیا جو فی الحقیقت بڑھاپے کا سہارا اور خزاں رسیدہ چمن کا ایک ترو تازہ پھول تھا تو اس کو بھی خدا کی راہ میں قربان کر دینے کا حکم ہوا۔ اور مالک کا یہ وفا شعار بندہ خوشی خوشی اس کے لئے آمادہ ہو گیا۔ یہاں تک کہ جگر پارے کے گلے پر بے تکلّف چھری رکھ دی۔

یہ ایک زبردست اور آخری آزمائش تھی جو معبودِ حقیقی نے اپنے سچّے بندے کی کی۔ وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ میرا یہ بندہ جس نے میرے لئے دنیا کی ہر چیز تج دی ہے محبّت پدری کو بھی قربان کر سکتا ہے یا نہیں۔

سچ تو یہ ہے کہ ابراہیم بڑا ہی بُرد بار، بڑا ہی نرم دل اور ہر حالت میں اللہ کی طرف رجوع ہو کر رہنے والا تھا۔ (قرآن حکیم سورہ ہود)

یہ ہے حج اور قربانی کی تاریخ کا ایک مجمل سا خاکہ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کتابِ زندگی کا ایک سبق آموز ورق۔

اب آئیے قربانی کے اصل مقصد اور اس کے فلسفہ پر بھی غور کرتے چلیں۔

رسم قربانی سے مقصد کسی وقت اور کسی حالت میں بھی دوسروں کی دل آزاری نہیں ہے اگر کوئی شخص دوسروں کا دل دکھانے کے لئے قربانی کرتا ہے تو وہ بے شبہ اپنے اس بہترین عمل کو برباد کرتا ہے۔ قرآن مجید نے قربانی کی اصل حقیقت کا روحانیت میں ڈوبے ہوئے ان لفظوں کے ساتھ برملا اعلان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو گوشت پوست ہڈیوں اور خون سے کوئی سروکار نہیں۔ یہ گل سڑنے والی چیزیں اس کے دربار میں نہیں پہنچتیں۔ جو چیز اس کی بارگاہ میں پہنچتی اور شرف تقرب حاصل کرتی ہے وہ صرف دل کا ادب اور ضمیر کی پاکی ہے۔

یعنی جانور ذبح کرکے اس کا گوشت کھانے کھلانے یا اس کا خون گرانے سے تم کبھی بھی اپنے پروردگار کی خوشنودی حاصل نہیں کر سکتے۔ اس کی رضا چاہتے ہو تو اپنے اندر صبر، تحمل، نیک عملی اور پرہیزگاری کی رُوح بیدار کرو۔ اور سوچو کہ جس جوش اور ولولے کے ساتھ تم نے ایک قیمتی جانور اس کی اجازت سے اس کے نام پر قربان کیا اسی جوش و خروش کے ساتھ زندگی کے باقی گوشوں میں بھی ایثار و قربانی کا ثبوت دینے کے لئے آمادہ ہو؟

انسانیت کا احترام، بھائی چارہ کا قیام، جذبۂ انتقام سے نفرت، انسانی اخوت و مساوات، پڑوسیوں کے حقوق کی نگہداشت، دعوتِ امن اور قیام عدل، کردار کی بلندی اور پاکی، دشمنوں اور بُرا چاہنے والوں سے بھی حسنِ سلوک، حکمت اور دانائی سے ناگواریوں اور تلخیوں کا مقابلہ، مایوسیوں اور نا امیدیوں کی گھٹا ٹوپ اندھیریوں میں بھی امید کی چٹان پر مضبوطی سے جمے رہنا حق کی حمایت اور باطل کے مقابلے پر سینہ تان کر کھڑے ہو جانا۔ بے بسوں اور ناداروں کی ضرورتوں کا احساس، زندگی کے یہ تمام عنوانات تمہارے جواب کا انتظار کر رہے ہیں۔ ایسا جواب جو پیشوائے اعظم حضرت ابراہیم علیہ السلام اور سرورِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی ہدایات اور تعلیمات کے قالب میں ڈھلا ہوُا ہو۔

قوموں کی زندگی میں اس طرح کے قدرتی اجتماعات بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ یہ مواقع قوم کے افراد پر زبردست نفسیاتی اثر ڈالتے ہیں۔ وہ دیواریں جو روز مرہ کی زندگی میں ان کو ایک دوسرے سے جدا رکھتی ہیں۔ ایسے موقعوں پر خود بخود ٹوٹ جاتی ہیں۔ اور یہ احساس عام ہو جاتا ہے کہ ہم

سب ایک مضبوط رشتے سے بندھے ہوئے ہیں۔ اور وہ ہے انسانیت اور اس کے قدرتی تقاضوں کا رشتہ جس کو کوئی اندھا تعصب کچھ دیر کے لئے مضمحل تو کر سکتا ہے توڑ نہیں سکتا۔

پس آؤ! آج ابراہیم خلیلؑ کی نرم مزاجی اور شیریں کلامی اسماعیلؑ ذبیح کے ولولۂ ایثار اور جذبہ استقامت اور خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عفو و رحمت کے نام پر عید قربان کے اس مبارک اور روحانی اجتماع سے عزم و ہمت، ایثار و فداکاری، قوت صبر و برداشت اور سوسائٹی کے بے وسیلہ و کمزور افراد کی خدمت کا سبق سیکھیں۔

بقیہ : تعارف و تبصرہ

حسینی شورکوٹ چھاؤنی ضلع جھنگ

فاضل مکرم مولانا بشیر احمد حسینی کی یہ کتاب ۱۶۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالٰے نے عالم ارواح میں انسانی روحوں سے جو میثاق لیا تھا اسے آدھی سے زائد دنیا بھول کر دنیاوی جھمیلوں میں غرق اور اپنے خالق و مالک سے دور ہو رہی ہے اس کا نتیجہ افراتفری، انتشار، بے چینی اور بے اطمینانی کی صورت میں سامنے ہے۔ مولانا نے اس عہد کو یاد دلانے کی سعی مشکور کی ہے اور انبیاء علیہم السلام جو اس عہد کو وقتاً فوقتاً یاد دلاتے رہے ان کی دعوت کو اجاگر کیا ہے تاکہ انسان جو بھٹک چکا ہے راہِ راست پر آجائے۔ مولانا نے بڑے پیارے انداز میں جو ایک مبلغ و داعی کا پیغام ہونا چاہیئے اس کتاب کو لکھا ہے جس کے مطالعہ کی ہم زبردست سفارش کرتے ہیں۔

اعظم المعقول ترجمہ و شرح قال اقول

منطق کے مشہور بنیادی رسالہ قال اقول کا اردو ترجمہ اور شرح پر مشتمل یہ کتاب پرانے کتابی سائز کے ۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ ترجمہ شستہ و شگفتہ۔ شرح ہر اعتبار سے قابل قبول۔ درس نظامی کے طلبائے عزیز کے لئے یہ نادر تحفہ ۹/- روپے میں مکتبہ امداد العلوم علامہ بنوری ٹاؤن کراچی سے حاصل کریں۔

بقیہ : اسوۂ ابراہیمی

کیا اس لئے ان کا ہر عمل از سرتاپا صدائے اسلام تھا۔ اور وہی پیروان اسلام کے لئے عملی نمونہ یا "اسوۂ حسنہ" ہو سکتا تھا یہی سبب ہے کہ خدا تعالے نے ان کی زندگی کے تمام اعمال ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دئے اور ان کے ذکر کو بقائے دوام عطا فرمایا۔ دنیا کے بڑے بڑے کشورستانوں، عظیم الشان فاتحوں اور خشکیوں اور سمندروں پر حکمرانی کرنے والی قوموں کو ہم آثار قدیمہ کے کھنڈروں، بوسیدہ قبروں، قومی روایتوں کے کہنہ اوراق میں ضرور دیکھ سکتے ہیں۔ مگر تمام مجمع اولین و آخرین میں ایک انسانی ہستی بھی ایسی نہیں مل سکتی جس کے اعمال حیات صفحوں اور مٹی کے ڈھیروں میں نہیں، بلکہ کروڑوں زندہ انسانوں کے اعمال کے اندر سے اپنی حیات کا ثبوت دے سکتے ہیں۔ ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو دنیا کے سامنے اسوۂ ابراہیمی کی لازوال زندگی کا کیسا عجیب منظر ہوتا ہے۔ جب کہ تاریخ کئی ہزار برس آگے بڑھ کر لوٹتی ہے۔ تاکہ اسلام کے واعظ اول کی زندگی کو ایک مرتبہ پھر دہرا دے۔ لاکھوں انسانوں کا مجمع ہوتا ہے۔ جن میں سے ہر وجود پیکر ابراہیم بن جاتا ہے۔ اور مقام "خُلّت" کی سلطنت تعین اور تشخص کو فنا کر کے اس پورے مجمع کو ایک ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی صورت میں نمایاں کر دیتی ہے۔

وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ○

(پ ۱۶ ع ۶)

اور ہم نے ابراہیم اور ان کی اولاد کو اپنی رحمت میں بڑا حصہ دیا۔ اور ان کے لئے اعلےٰ و اشرف (طریق) ذکر خیر دنیا میں باقی رکھا۔

احکام عید الاضحےٰ و قربانی

از۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

عشرۂ ذی الحجہ کے فضائل

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے عشرۂ ذی الحجہ سے بہتر کوئی زمانہ نہیں ان میں ایک دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور ایک رات میں عبادت کرنا شب قدر کے برابر ہے۔ (ترمذی)

قرآن مجید سورۂ والفجر میں اللہ تعالےٰ نے دس راتوں کی قسم کھائی ہے وہ دس راتیں جمہور کے قول میں یہی عشرۂ ذی الحجہ کی راتیں ہیں خصوصاً نویں تاریخ یعنی عرفہ کا دن اور عرفہ اور عید کی درمیانی رات ان تمام ایام میں بھی خاص فضیلت رکھتے ہیں۔ عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کا روزہ رکھنا ایک سال گذشتہ اور ایک سال آئندہ کا کفارہ ہے اور عید کی رات میں بیدار رہ کر عبادت میں مشغول رہنا بہت بڑی فضیلت ہے اور ثواب ہے۔

تکبیر تشریق

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ عرفہ یعنی نویں تاریخ کی صبح سے تیرھویں تاریخ کی عصر تک ہر نماز کے بعد باآواز بلند یہ تکبیر پڑھنا واجب ہے، فتویٰ اس پر ہے کہ باجماعت نماز پڑھنے والے اور تنہا پڑھنے والے اس میں برابر ہیں اسیطرح مرد و عورت دونوں پر واجب ہے البتہ عورت باآوازِ بلند تکبیر نہ کہے آہستہ کہے (شامی)

تنبیہ:۔ اس تکبیر کا متوسط بلند آواز سے کہنا ضروری ہے بہت سے لوگ اس میں غفلت کرتے ہیں، پڑھتے ہی نہیں یا آہستہ پڑھ لیتے ہیں۔ اس کی اصلاح ضروری ہے۔

نمازِ عید

عید الاضحیٰ کے روز یہ چیزیں مسنون ہیں:۔

صبح کو سویرے اُٹھنا، غسل و مسواک کرنا، پاک صاف عمدہ کپڑے جو اپنے پاس ہوں پہننا، خوشبو لگانا، عید کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا، عیدگاہ کو جاتے ہوئے تکبیر مذکورۃ الصدور باآواز بلند کہنا، نماز عید دو رکعت ہیں، مثل دوسری نمازوں کے فرق صرف اتنا ہے کہ اس میں ہر رکعت کے اندر تین تین تکبیریں زائد ہیں۔ پہلی رکعت میں سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ پڑھنے کے بعد قرأت سے پہلے اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد رکوع سے پہلے ان زائد تکبیروں میں کانوں تک ہاتھ اُٹھانا چاہیئے، پہلی رکعت میں دو تکبیروں کے بعد ہاتھ چھوڑ دیں تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لیں، دوسری رکعت کی تینوں تکبیروں کے بعد ہاتھ چھوڑ دیئے جائیں، چوتھی تکبیر کے ساتھ رکوع میں چلے جائیں، نماز عید کے بعد خطبہ سُننا سنت ہے۔

قُربانی

قربانی ایک اہم عبادت اور شعائر اسلام میں سے ہے زمانہ جاہلیت میں بھی اس کو عبادت سمجھا جاتا تھا مگر بتوں کے نام پر قربانی کرتے تھے۔ اسی طرح آج تک بھی دوسرے مذاہب میں قربانی مذہبی رسم کے طور پر ادا کی جاتی ہے، بتوں کے نام پر یا مسیح کے نام پر قربانی کرتے ہیں۔ سورہ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ میں اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ جس طرح نماز اللہ کے سوا کسی کی نہیں ہو سکتی، قربانی بھی اسی کے نام پر ہونی چاہیئے۔ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ کا یہی مفہوم ہے۔ دوسری ایک آیت میں اسی مفہوم کو دوسرے عنوان سے اسی طرح بیان فرمایا ہے اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ (تفسیر ابن کثیر)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد ہجرت دس سال مدینہ طیبہ میں قیام فرمایا ہر سال برابر قربانی کرتے تھے۔ (ترمذی) جس سے معلوم ہوا کہ قربانی صرف مکہ معظمہ کے لئے مخصوص نہیں ہر شخص پر ہر شہر میں بعد تحقیق شرائط واجب ہے۔ اور مسلمانوں کو اس کی تاکید فرماتے تھے، اسی لئے جمہور

اسلام کے نزدیک قربانی واجب ہے (شامی)

قربانی کس پر واجب ہوتی ہے؟

قربانی ہر مسلمان، عاقل، بالغ، مقیم پر واجب ہوتی ہے جس کی ملک میں ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کا مال اس کی حاجاتِ اصلیہ سے زائد موجود ہو، یہ مال خواہ سونا چاندی یا اس کے زیورات ہوں، یا مال تجارت یا ضرورت سے زائد گھریلو سامان یا مسکونہ مکان سے زائد کوئی مکان وغیرہ ہو (شامی)

قربانی کے معاملے میں اس مال پر سال بھر گزرنا بھی شرط نہیں۔ بچہ اور مجنون کی ملک میں اگر اتنا مال ہو بھی تو اس پر یا اس کی طرف سے اس کے ولی پر قربانی واجب نہیں، اسی طرح جو شخص شرعی قاعدے کے موافق مسافر ہو اس پر بھی قربانی لازم نہیں۔ (شامی)

مسئلہ: جس شخص پر قربانی واجب نہ تھی اگر اس نے قربانی کی نیت سے کوئی جانور خرید لیا تو اس کی قربانی واجب ہو گئی۔ (شامی)

قربانی کے دن

قربانی کی عبادت صرف تین دن کے ساتھ مخصوص ہے، دوسرے دنوں میں قربانی کی کوئی عبادت نہیں۔ قربانی کے دن ذی الحجہ کی دسویں، گیارہویں اور بارہویں تاریخیں ہیں اس میں جب چاہے قربانی کرسکتا ہے۔ البتہ پہلے دن کرنا افضل ہے۔

قربانی کے بدلہ میں صدقہ وخیرات

اگر قربانی کے دن گذر گئے، ناواقفیت یا غفلت یا کسی عذر سے قربانی نہ کرسکا تو قربانی کی قیمت فقراء ومساکین پر صدقہ کرنا واجب ہے ـ ـ ـ ـ ـ ـ

ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ ـ

ـ ـ ـ ـ ـ ـ لیکن قربانی کے تین دنوں میں جانور کی قیمت صدقہ کر دینے سے یہ واجب ادا نہ ہوگا ہمیشہ گنہگار رہے گا کیونکہ قربانی ایک مستقل عبادت ہے جیسے نماز پڑھنے سے روزہ اور روزہ رکھنے سے نماز ادا نہیں ہوتی۔ زکوٰۃ ادا کرنے سے حج ادا نہیں ہوتا ایسے ہی صدقہ خیرات کرنے سے قربانی ادا نہیں ہوتی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور تعامل اور پھر اتفاق صحابہؓ اس پر شاہد ہیں۔

قربانی کا وقت

جن بستیوں اور شہروں میں نماز جمعہ اور عیدین جائز ہے، وہاں نماز عید سے پہلے قربانی جائز نہیں، اگر کسی نے نماز عید سے پہلے قربانی کر دی تو اس پر دوبارہ قربانی لازم ہے، البتہ چھوٹے گاؤں جہاں جمعہ اور عیدین کی نمازیں نہیں ہوتیں یہ لوگ دسویں تاریخ کی صبح صادق کے بعد قربانی کرسکتے ہیں ایسے ہی کسی عذر کی وجہ سے نماز عید پہلے دن نہ ہو سکے تو نماز عید کا وقت گذر جانے کے بعد قربانی درست ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: قربانی رات کو بھی جائز ہے مگر بہتر نہیں۔ (شامی)

قربانی کے جانور

بکرا، دنبہ، بھیڑ ایک ہی شخص کی طرف سے قربان کیا جاسکتا ہے۔ گائے، بیل، بھینس، اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے ایک کافی ہے۔ بشرطیکہ سب کی نیت ثواب کی ہو کسی کی نیت محض گوشت کھانے کی نہ ہو۔

مسئلہ: بکرا بکری ایک سال کا پورا ہونا ضروری ہے، بھیڑ اور دنبہ اگر اتنا فربہ اور تیار ہو کہ دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہو تو وہ بھی جائز ہے۔ گائے، بیل، بھینس دو سال کی، اونٹ پانچ سال کا ہونا ضروری ہے، ان عمروں سے کم کے جانور قربانی کے لئے کافی نہیں۔

مسئلہ: اگر جانوروں کا فروخت کرنے والا پوری عمر بتاتا ہے اور ظاہری حالات سے اس کے بیان کی تکذیب نہیں ہوتی تو اس پر اعتماد کرنا جائز ہے۔

مسئلہ: جس جانور کے سینگ پیدائشی طور پر نہ ہوں یا بیچ میں سے ٹوٹ گیا ہو اس کی قربانی درست ہے، ہاں سینگ جڑ سے اکھڑ گیا ہو جس کا اثر دماغ پر ہونا لازم ہے تو اس کی قربانی درست نہیں (شامی)

مسئلہ: خصی (بدھیا) بکرے کی قربانی جائز بلکہ افضل ہے۔ (شامی)

مسئلہ: اندھے، کانے، لنگڑے جانور کی قربانی درست نہیں، اسی طرح ایسا مریض اور لاغر جانور جو قربانی کی جگہ تک اپنے پیروں پر نہ جاسکے اس کی قربانی بھی جائز نہیں۔

مسئلہ: جس جانور کا تہائی سے زیادہ کان یا دم کٹی ہوئی ہو اس کی قربانی جائز نہیں۔ (شامی)

مسئلہ: جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں یا اکثر نہ ہوں اس کی قربانی جائز نہیں (شامی درمختار) اسیطرح جس جانور کے کان پیدائشی طور پر بالکل نہیں اس کی قربانی درست نہیں۔

مسئلہ: اگر جانور صحیح سالم خریدا تھا پھر اس میں کوئی عیب، مانع قربانی پیدا ہو گیا تو اگر خریدنے والا غنی صاحب نصاب نہیں ہے تو اس کے لئے اس عیب دار جانور کی قربانی جائز ہے اگر یہ شخص غنی صاحب نصاب ہے تو اس پر لازم ہے کہ اس جانور کے بدلے دوسرے جانور کی قربانی کرے۔ (درمختار)

قربانی کا مسنون طریقہ

اپنی قربانی کو خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے، اگر خود ذبح کرنا نہیں جانتا تو دوسرے سے ذبح کرا سکتا ہے، مگر ذبح کے وقت وہاں خود بھی حاضر رہنا افضل ہے۔

مسئلہ: قربانی کی نیت صرف دل سے کرنا کافی ہے زبان سے کہنا ضروری نہیں البتہ ذبح کرنے کے وقت بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا ضروری ہے، سنت ہے کہ جب جانور ذبح کرنے کیلئے روبہ قبلہ لٹائے تو یہ دعا پڑھے۔ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَّ خَلِیْلِکَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ۔

آدابِ قربانی

قربانی کے جانور کو چند روز پہلے سے پالنا افضل ہے۔

مسئلہ: قربانی کے جانور کا دودھ نکالنا یا اس کے بال کاٹنا جائز نہیں، اگر کسی نے ایسا کر لیا تو دودھ اور بال یا ان کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ (بدائع)

مسئلہ: قربانی سے پہلے چھری کو خوب تیز کر لے اور ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کرے۔ اور ذبح کرنے کے بعد کھال اتارنے اور گوشت کے ٹکڑے کرنے میں جلدی نہ کرے۔ جب تک پوری طرح جانور ٹھنڈا نہ ہو جائے۔ (بدائع)

متفرق مسائل

عید کی نماز سے پہلے قربانی کرنا جائز نہیں، لیکن جس شہر میں کئی جگہ نماز عید ہوتی ہو تو شہر میں کسی ایک جگہ بھی نمازِ عید ہو گئی تو پورے شہر میں قربانی جائز ہو جاتی ہے۔ (بدائع)

مسئلہ: قربانی کے جانور کے اگر ذبح سے پہلے بچہ پیدا ہو گیا یا ذبح کے وقت اس کے پیٹ سے زندہ بچہ نکل آیا تو اس کو بھی ذبح کر دینا چاہیئے۔ (بدائع)

مسئلہ: جس شخص پر قربانی واجب تھی اگر اس نے قربانی کا جانور خرید لیا۔ پھر وہ گم ہو گیا یا چوری ہو گیا یا مر گیا تو واجب ہے کہ اس کی جگہ دوسری قربانی کرے اگر دوسری قربانی کرنے کے بعد پہلا جانور مل جائے تو بہتر یہ ہے کہ اس کی بھی قربانی کر دے لیکن اس کی قربانی اس پر واجب نہیں، اگر یہ غریب ہے جس پر پہلے سے قربانی واجب نہیں تھی نفلی طور پر اس نے قربانی کے لئے جانور خرید لیا پھر وہ مر گیا یا گم ہو گیا تو اس کے ذمے دوسری قربانی واجب نہیں، ہاں اگر گم شدہ جانور قربانی کے دنوں میں مل جائے تو اس کی قربانی کرنا واجب ہے اور ایام قربانی کے بعد ملے تو اس جانور یا اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ (بدائع)

قربانی کا گوشت

۱۔ جس جانور میں کئی حصہ دار ہوں تو گوشت وزن کر کے تقسیم کیا جائے اندازہ سے تقسیم نہ کریں۔

۲۔ افضل ہے کہ قربانی کا گوشت تین حصے کر کے ایک حصہ اپنے اہل وعیال کے لئے رکھے، ایک حصّہ احباب و اعزہ میں تقسیم کرے۔ اور جس شخص کا عیال زیادہ ہو وہ تمام گوشت خود بھی رکھ سکتا ہے۔

۳۔ قربانی کا گوشت فروخت کرنا حرام ہے۔

۴۔ ذبح کرنے کی اجرت میں گوشت یا کھال دینا جائز نہیں اجرت علیحدہ دینی چاہیئے۔

قربانی کی کھال

۱۔ قربانی کی کھال کو اپنے استعمال میں لانا، مثلاً مصلّی بنا لیا جائے، یا چمڑے کی کوئی چیز ڈول وغیرہ بنا لیا جائے، یہ جائز ہے لیکن اگر اس کو فروخت کیا تو اس کی قیمت اپنے خرچ میں لانا جائز نہیں بلکہ صدقہ کرنا اس کا واجب، اور قربانی کی کھال کو فروخت

کرنا بدون صدقہ کے بھی جائز نہیں (عالمگیری)

۲۔ قربانی کی کھال کسی خدمت کے معاوضے میں دینا جائز نہیں۔ اسیطرح مسجد کے مؤذن یا امام وغیرہ کے حق الخدمت کے طور پر ان کو کھال دینا درست نہیں۔

۳۔ مدارس اسلامیہ کے غریب اور نادار طلباء ان کھالوں کا بہترین مصرف ہیں کہ اس میں صدقہ کا ثواب بھی ہے اور احیائے علم کی خدمت بھی، مگر مدرسین اور ملازمین کی تنخواہ اس سے دینا جائز نہیں۔

وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِیْنُ

متفرق مسائل (گزشتہ سے پیوستہ)

۱۴۔ بعض لوگ جانور کی کھال اس طرح اتارتے ہیں کہ اس میں چھری لگ کر سوراخ ہو جاتے ہیں، یا کھال پر گوشت لگا رہ جاتا ہے جس سے کھال کو نقصان پہنچتا ہے، بعض لوگ کھال اتارنے کے بعد اس کی حفاظت نہیں کرتے سڑ کر بے کار یا بہت کم قیمت کی رہ جاتی ہے، یہ سب امور اسراف اور تبذیر (فضل خرچی) میں داخل ہیں جس کی ممانعت قرآن کریم میں آئی ہے، اس لئے کھال احتیاط سے اتار کر ضائع ہونے سے بچانا شرعًا ضروری ہے۔

۱۵۔ جس نے قربانی کی کھال خریدی وہ اس کا مالک ہو گیا اس میں ہر قسم کا تصرف کر سکتا ہے خواہ اپنے پاس رکھے یا فروخت کر کے قیمت اپنے خرچ میں لائے۔ (امداد الفتاویٰ)

۱۶۔ قربانی کی گائے میں جو لوگ شریک ہوں وہ کھال میں بھی اپنے اپنے حصے کے برابر شریک ہوں گے، کسی ایک شریک کو یہ کھال باقی شرکاء سے اجازت کے بغیر اپنے پاس رکھ لینا یا کسی کو دے دینا جائز نہیں۔

۱۷۔ اگر ایک شریک باقی شرکاء سے ان کے حصے جو کھال میں ہیں خرید لے تو اب پوری کھال استعمال میں لا سکتا ہے۔ پھر اگر یہ شخص اس کھال کو روپے یا کھانے پینے کی اشیاء کے بدلے فروخت کرے گا تو قیمت کا ساتوں حصہ جو اس کا اپنا تھا اس کا تو صدقہ واجب ہو گا۔ اور باقی چھ حصے جو شرکاء سے خریدے تھے۔ ان کی قیمت کا صدقہ اس پر واجب نہیں اسے اپنے خرچ میں لانا درست ہے۔ (امداد الفتاویٰ جلد ۳ ص ۵۷۵)

۱۸۔ مذکورہ بالا سب مسائل میں جو احکام کھال کے ہیں وہی جانور ذبح کرنے کے بعد اس کی اُون اور بالوں کے ہیں اور اگر اُون اور بال فروخت کر دئے تو جو تفصیل کھال کی قیمت کے متعلق بیان کی گئی وہی ان کی قیمت کی بھی ہوگی، مگر یاد رہے کہ قربانی کا جانور ذبح کرنے سے پہلے اس کی اُون اور بال کاٹنا جائز نہیں، اگر کاٹ لئے تو ان کا یا ان کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے اپنے استعمال میں لانا جائز نہیں۔ (ہدایہ، عالمگیری، بحر، شامی)



تعارف وتبصرہ

تبصرہ کے لئے کتاب کی دو جلدیں دفتر میں ضرور بھیجئے (مدیر)

دیواریں اور غاریں

مؤلف: حافظ نذر احمد صاحب، پرنسپل شبلی کالج لاہور

قیمت: پندرہ روپے صرف

ملنے کے پتے: مسلم اکادمی محمد نگر لاہور ۵

۲۔ پاک مسلم اکادمی۔ الفضل مارکیٹ اردو بازار، لاہور

کتاب کا موضوع: مؤلف اس سے قبل پچاس کے قریب کتابیں مختلف موضوعات پر لکھ چکے ہیں۔ اس مرتبہ آپ نے ایک اچھوتے موضوع پر قلم اٹھایا ہے۔ جس کا تعلق تاریخ و تہذیب سے بھی ہے اور مذہب و روایات سے بھی — تاریخی کتاب ہونے کے باوجود اس پر افسانہ کا گمان ہوتا ہے۔

اس جدید تالیف کا عنوان مندرجہ ذیل تاریخی و جغرافیائی آثار ہیں

دیواریں: سدِ سکندری، دیوار قہقہہ، دیوار گریہ، دیوار چین۔

کنویں: چاہ یوسف، چاہ مدین، چاہ بابل، چاہ زمزم، چاہ نخشب

غاریں: غار کہف، غارِ ثور، غارِ حرا، ایلورا کی غاریں، ایجنٹا کی غاریں۔

وادیاں: وادیٔ نوان، وادی نملہ، وادی قری، شعب بنو ہاشم، وادی محسر، وادی ایمن۔

یہ تمام آثار مذاہب اور آثار قدیمہ سے گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن اپنی تمامتر عظمت و جلالت کے باوجود تاریخ کے اوراق میں گم ہو کر رہ گئے ہیں۔

مؤلف نے اپنی تحریر اور تحقیقات کی بنیاد تاریخ اور جغرافیہ کی کتابوں کے علاوہ قرآن کریم اور احادیث نبوی اور بائیبل مقدس پر رکھی ہے۔

کتابیات اور کتبِ حوالہ کی فہرست کتاب کے آخر میں چھ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ اس سے کتاب کی حیثیت کی نشاندہی بخوبی ہو جاتی ہے۔

نقشے اور خاکے کتاب کے بیس عنوانات سے متعلق سترہ نقشے خاکے اور تصاویر کتاب میں شامل ہیں ان سے کتاب کی افادیت میں بیحد اضافہ ہو گیا ہے۔

امید ہے کہ اس خوبصورت اور معنوی اعتبار سے ٹھوس کتاب کی اہل علم کے ساتھ ساتھ عام لوگ بھی قدر کریں گے۔

مکتوبات شاہ ولی اللہ دہلویؒ (فارسی)

ترتیب و تحقیق: مولانا محمد عطاء اللہ حنیف

قیمت: ۱۵/- روپے

ملنے کا پتہ: مکتبہ سلفیہ شیش محل روڈ لاہور

حضرت الامام شاہ ولی اللہ قدس سرہ کسی تعارف کے محتاج نہیں برعظیم میں جو شخصیات آفتاب و ماہتاب بن کر ابھریں اور مرور ایام کے باوصف ان کے نام اور کام زندہ ہیں ان میں شاہ صاحب سر فہرست ہیں آپ کی متعدد تصانیف کے ساتھ ساتھ آپ کے مکتوبات کا ایک وسیع ذخیرہ ادھر ادھر موجود ہے جس میں سے کئی مجموعے مختلف وقتوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ ایک مجموعہ بنام "مکتوبات مع مناقب بخاریؒ و فضیلت ابن تیمیہؒ" اسی سال قبل مطبع احمدی دہلی سے شائع ہوا جس کے متعلق مولانا عطاء اللہ حنیف جیسے صاحب علم

بزرگ رقمطراز ہیں کہ :-

"یہ مجموعہ تصوف کے اَن گنت حقائق و دقائق، نکات غریبہ، نگارشات نادرہ، فوائد نفیسہ اور منظومات عجیبہ پر مشتمل ہے ۔"

(ترجمہ فارسی)

لیکن مدت سے یہ مجموعہ نایاب تھا مولانا پچھلے دنوں شدید بیمار رہے لیکن ان کے ذوق علمی نے انہیں چین سے نہ بیٹھنے دیا اور اسی بیماری میں اس نسخہ کی صحت، ترتیب جدید اور ممکنہ مصادر سے مراجعت میں مشغول رہے ۔ بعض مکتوبات مجتبائی دہلی کے مطبوعہ نسخہ بنام کلمات طیبات سے لے کر اس میں بڑھائے گئے ۔ تعلیقات، قرآنی آیات و احادیث کے حوالے اور اعلام و اعیان کے مختصر تعارف کے بعد موصوف نے اس نسخہ کو بہت خوبصورتی سے مرتب کر کے درمیانی سائز کے ۸۰ صفحات میں انتہائی خوبصورتی سے چھاپ دیا۔ فجزاھم اللہ تعالٰے احسن الجزاء۔ امام بخاری قدس سرہ کے مناقب، امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالٰے کے فضائل کے ساتھ ساتھ ما بقی مکتوبات میں ولی اللٰہی علوم کے سمندر امنڈتے نظر آتے ہیں منظومات کا بھی ایک عجیب و غریب حصّہ ساتھ ہے ۔

فارسی دان حضرات کے لئے نادر و نایاب گلدستہ ۔ امید کہ مولانا اس کے ترجمہ اردو کا جلد سے جلد اہتمام فرمائیں گے ۔ ہم اہل علم سے اس نسخہ کے خریدنے کی زبردست سفارش کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ رب العزت مرتب جدید کو علمی کاموں کے لئے صحت کاملہ نصیب فرمائے ۔

النظام العقائدی فی الاسلام (عربی)

تالیف : مولوی محمد آصف افغانی
قیمت درج نہیں
ملنے کا پتہ : جامعہ علوم اسلامیہ زرگری (کوہاٹ)

کوہاٹ میں واقع یہ مدرسہ انتہائی اہم علمی خدمات سرانجام دے رہا ہے ۔ جس کی ایک کڑی ۱۶۲ صفحات کی یہ خوبصورت عربی کتاب ہے جو عربی ٹائپ میں سفید کاغذ پر بہت پیارے انداز سے چھاپی گئی ہے ۔ اس کا موضوع نام سے ظاہر ہے کہ اس میں اسلام کے نظام عقائد پر بڑی شستہ اور مدلّل بحث کی گئی ہے ۔ بقول مولانا عبدالحق زید مجدھم بانی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک :

"مؤلف نے کبار علماء کی کتب سے اسلامی عقائد کو جمع کر دیا ہے اور اس سلسلہ میں قابل تعریف سعی کی ہے ۔"

عربی دان حضرات، اساتذہ اور طلبہ کے لئے بہت قیمتی چیز ہے امید کہ اس کی خاطر خواہ پذیرائی ہو گی ۔

حضرت محمد رسول اللہ

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

تالیف : حافظ ارشاد احمد دیوبندی
قیمت : -/۱۲ روپے
ملنے کا پتہ : اسلامی دوا خانہ، ظاہر پیر ضلع رحیم یار خاں

حافظ ارشاد احمد صاحب مختلف دینی جرائد و رسائل میں لکھنے والے صاحب قلم ہیں ۔ ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور کی متعدد اشاعتوں میں سیرت رسول ؐ کے مختلف پہلوؤں پر موصوف کے مضامین کا یہ مجموعہ ہے جس میں علماء اہلسنت کثراللہ تعالٰی سوادھم کے عشقِ رسالت کا باب بطور خاص بڑا اچھا ہے ۔ جس سے باطل پروپیگنڈے کا طلسم ٹوٹ جاتا ہے امید کہ اہل ذوق اس کی قدر کریں گے ۔

الستُ بربّکمُ

تالیف : مولانا بشیر احمد حسینی
قیمت : -/۱۰ روپے
ملنے کا پتہ : لطف اللہ حسن جامع مسجد

(باقی ۲۰ پر)

بیٹی کی رخصتی

اے جانِ پدر، لختِ جگر، نورِ نظر سُن   اے گھر کی بہار، اے گلِ تر، رشکِ قمر سُن
تو زینتِ کاشانۂ مادر ہے میری جان   تیرے ہی قدم سے مرا گھر، گھر ہے میری جان
گلزار محبّت کی تو معصوم کلی ہے !   تو ایک کرن ہے جو ابھی پھوٹ رہی ہے
فانوس کے پردے ابھی تیرے ہیں جلوے   تاروں سے ابھی لپٹے ہوئے تیرے ہیں نغمے
اِک موج ہے جو سینۂ دریا میں نہاں ہے   یا قلبِ مؤذّن کی اِک آسودہ اذاں ہے

گو باپ کو اک لمحہ نہیں تاب جدائی
فطرت کا مگر دین یہی ہے میری بیٹی!

احکامِ خدا میں یہی سنّت ہے نبیؐ کی   خاتونِ بہشتی بھی تو زینت تھیں علیؓ کی
واجب ہے تجھے شوہرِ دیندار کی طاعت   اس کے لئے بن جائے رفاقت تیری جنّت
سسرال میں ہر ایک کا دل ہاتھ میں لینا   اس کشتیٔ ہستی کو بہت صبر سے کھینا
ہر لمحہ رہے دھیان بس احکامِ خدا پر   ہو پیشِ نظر سیرت و کردارِ پیمبرؐ
منظور ہے گر دین بھی دنیا بھی بنانا   قرآن کے ہر حکم پہ سر اپنا جھکانا
افکار میں، اخلاق میں، اطوار میں، گھر میں   ہو اُسوۂ ازواجِ نبیؐ تیری نظر میں
اعمال بھی صالح ہوں اور ایمان بھی محکم   دامن سے جھلکتی ہو ترے عصمتِ مریمؑ
ہمرازِ نبیؐ عائشہؓ پاک کی صورت   سینہ ہو ترا مخزنِ اسرارِ شریعت
آغوشِ محبت تری صد رشکِ جہاں ہو   اے کاش کہ تو سیّدہ پاک سی ماں ہو
تعلیم و تربیت میں یہ بات چھپی ہو   اولاد تری پیروِ اولادِ نبیؐ ہو
جو مطلعِ انوار ہوں ظلمت کی فضا میں   ہر قطرۂ خون جن کا بہے راہ خدا میں

اللہ جنہیں سونپ دے خود اپنی نشانی
جو کفر کے ماحول میں ہوں دین کے بانی

(ایک باپ کے تاثرات)



رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۷۴ —— ہفت روزہ خدام الدین لاہور —— فون رہائش ۳۱۱۱۸۲ مدرسہ ۶۴۹۸۰

امیر انجمن خدام الدین مولانا عبید اللہ انور کی ایک یادگار تحریر

تبلیغ اسلام اور تعلیم و اشاعت قرآن کا بے مثل تاریخی ادارہ (قائم شدہ ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۲ء)

انجمن خدام الدین
پاکستان
لاہور، کراچی

اسلام کے زریں اصولوں کا فروغ اور کتاب و سنت کی تعلیم انجمن کا نصب العین ہے اور دعوت رشد و ہدایت اس کا مقصد عزیز۔ اس مقصد کے حصول کے لئے انجمن نے مختلف شعبے قائم کئے ہوئے ہیں (۱) مدرسہ قاسم العلوم جس میں ۶۰ سال سے اسلامی علوم و فنون کی تعلیم دی جا رہی ہے خصوصاً شعبان المعظم اور رمضان المبارک کے مقدس مہینوں میں فارغ التحصیل علماء کرام کو عصری مقتضیات کے مطابق مذاہب باطلہ کی مؤثر تردید اور فلسفہ شاہ ولی اللہ کی روشنی میں تفسیر قرآن حکیم پڑھائی جاتی ہے اور امتحان کے بعد دورہ تفسیر کے فضلاء کو محدث کبیر علامہ انور شاہ کاشمیری علامہ شبیر احمد عثمانی حضرت مدنی حضرت سندھی حضرت لاہوری اور حضرت مولانا قاری محمد طیب قدس اللہ اسرارہم کے دستخطوں سے مزین سند دی جاتی ہے بفضلہ تعالیٰ ۶ ہزار کے قریب علماء کرام دورہ تفسیر سے استفادہ کر کے دنیا بھر میں خدمت اسلام کے فرائض انجام دے رہے ہیں (۲) مدرسۃ البنات جس میں سرکاری نصاب کے علاوہ قرآن و سنت کی تعلیم کے ساتھ ساتھ امور خانہ داری کا معقول بندوبست ہے مسلمان بچیوں کی سیرت سازی فکری ہم آہنگی اور ذہنی ارتقا کے لئے یہ ایک مثالی درسگاہ ہے (۳) دار الحفاظ جس میں قرآن مجید حفظ و ناظرہ پڑھنے اور تجوید و قرأت سیکھنے والے بچے تعلیم پاتے ہیں (۴) شعبہ نشر و اشاعت حضرت شیخ التفسیرؒ کے مختلف موضوعات پر ۴۲ رسائل ۱۳ لاکھ کی تعداد میں چھپ کر دنیا کے کونے کونے میں مفت تقسیم ہو چکے ہیں انگریزی رسائل کی تعداد پچاس ہزار کے لگ بھگ ہے۔ علاوہ ازیں سورہ علق سورہ عصر سورہ قریش سورہ کوثر اور تفسیر معوذتین بڑی تعداد میں چھپ کر شائع ہو چکی ہیں اور خلاصۃ المشکوٰۃ، گلدستہ صد احادیث اکثر مدارس کے نصاب میں شامل ہیں نیز بانی انجمن کا محشی و مترجم قرآن عزیز عکسی طباعت سے مزین جو ابھی نظر آب ہے جس کے اب تک متعدد ایڈیشن نکل چکے ہیں حضرت امروٹیؒ کے سندھی ترجمہ قرآن کے دس ایڈیشن نکل چکے ہیں (۵) ہفت روزہ خدام الدین ۱۹۵۵ سے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے مصروف جہاد ہے۔ ملت کو درپیش علمی سیاسی مذہبی معاشی سماجی مسائل پر کتاب و سنت کی روشنی میں ترجمانی کا فرض ادا کرنے میں اس نے کبھی کوتاہی نہیں کی، شریعت و طریقت کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس پر عام فہم انداز میں اس نے گفتگو نہ کی تاکہ مسلمان دینی و اسلامی ثقافتوں کے مطابق اپنی دنیا و آخرت سنوار سکیں، اس کی توسیع اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا آپ کا فرض ہے، انجمن نے آج تک نہ کوئی سفیر رکھا نہ کبھی چندہ کی اپیل کی یہ سب کام محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور آپ حضرات کی غیرت و حمیت اسلامی کی بدولت انجام پا رہے ہیں اس کام میں تعاون جہاد کے جذبہ سے کیجئے اللہ رب العزت ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق دے اور آخرت میں حضور ختمی مرتبت علیہ الف الف تحیۃ و سلام کی شفاعت سے سرفراز فرمائے الٰہ العالمین آمین

و اجرکم علی اللہ تعالیٰ

احقر عبید اللہ

منظور شدہ محکمہ تعلیم
۱- لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۷/ ۱۶۳۲۱ مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبر B.C. ۲۲۶۷-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
۳- کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۳۹/۹/۶۶ D.O. مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۲ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر ۶۰۱۲/۴۰-۳۱۵۴۱۰ مارچ ۱۹۶۷ء